ابو الاحرار شہید دستور

مدحت پاشا

ایک قوم پرست ترک

کی

سوانح عمری

جس کو مرزا اسحٰق بیگ اڈیٹر اخبار اقبال نے تالیف کرکے

اپنے پبلک پریس مراد آباد میں

چھاپا اور شائع کیا

قیمت مع محصول ڈاک دس آنے (۱۰ر)

نذر

شہید حریت مدحت پاشا کی سوانح عمری کو مشہور جریدہ نگار قاضی محمد عبد الغفار اڈیٹر جمہور کے جذبۂ آزادی و حریت پسندی کے نذر کرتا ہوں۔

نیاز کیش

مرزا اسحٰق بیگ

اڈیٹر جریدۂ اقبال مراد آباد

۱۶-جنوری سنہ ۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالاحرار شہید دستور

مدحت پاشا

ابتدائی زندگی کے حالات

ابوالاحرار شہید دستور مدحت پاشا سنہ ۱۸۲۲ء میں قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حاج علی آفندی ولایت ڈینوب کے صدر مقام روسچق کے رہنے والے اور ایک معمولی سرکاری عہدہ دار تھے چونکہ وہ کچھ زیادہ خوشحال نہ تھے اس لئے آپ کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہو سکا اور ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کو خوشخطی سکھائی جو اس زمانہ میں ایک ممتاز فن تھا اور اس کے جاننے والے بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہوتے تھے

آپکی عمر کا ابتدائی حصہ (۱۵ سال) والد ماجد کے ساتھ مختلف مقامات میں بسر ہوا جو سرکاری کاموں پر اکثر اِدھر اُدھر آیا جایا کرتے تھے سنہ ۱۸۳۶ء میں آپ کے والد نے مستقل طور پر قسطنطنیہ میں قیام کیا وہیں آپ جوان ہوئے اور سرکاری ملازمت کے حصول کی کوشش شروع کی اُس زمانہ میں صاحب ثروت، اہل ہمت اور دبدبہ حکومت کے شائق عموماً سرکاری ملازمت کو پسند کرتے تھے شہید دستور نے اس خیال سے نہیں بلکہ اپنی خدمات سے ملک و قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے سرکاری ملازمت کے حصول کی کوشش کی چونکہ آپکی ذکاوت و ہمت اور

روشن خیالی کا عام چرچا تھا اس لیے اس کے عاطی انہیں زیادہ جدوجہد نہ کرنی پڑی اور وہ صدارتِ عظمیٰ کے محکمہ سکرٹریٹ میں داخل ہو گئے اور پھر مختلف مناصب پر مقرر کرکے باہر بھیجے گئے۔ دمشق میں بھی دو سال آپ نے کام کیا اور پھر ۱۸۴۴ء میں آستانہ واپس آئے۔ آستانہ سے آپ کو اُس مجلس کا سکرٹری بنا کر قونیہ بھیجا گیا جو سامی بکیر پاشا کی صدارت میں وہاں قائم ہوئی ۱۸۴۹ء میں آپ مجلس ولایت کے دوم سکرٹری مقرر ہوئے اور تقریباً ڈھائی سال بعد اول سکرٹری کے درجہ پر آپ کو ترقی دی گئی۔

اسی زمانہ میں دمشق کے فوجی سپہ سالار قبرصلی محمد پاشا کی نسبت حکومت کو یہ اطلاع ملی کہ اُس نے دمشق کے غیر سرکاری مالی معاملات میں مداخلت سے رعایا کو پریشان کر رکھا ہے اور صورتِ حالات خطرناک ہوتی جاتی ہے اس کی تحقیقات کے لیے مدحت پاشا کو مقرر کیا گیا۔ آپ نے دمشق پہنچکر پورے چھ مہینہ تک مالی معاملات کی تحقیقات کی اور محاصل چنگی وغیرہ کا معقول انتظام کرکے ڈیڑھ لاکھ عثمانی پونڈ اپنے ساتھ لائے اور شاہی خزانہ میں داخل کرکے حکومت کو رپورٹ کی کہ قبرصلی محمد پاشا جرم میں ملوث ہے اور میری نزدیک اُس کا عزل قرینِ مصلحت ہے۔

تحقیقات واقعہ میں مدحت پاشا کی خدمات سے رشید پاشا وزیر اعظم بہت خوش ہوئے اور اُن کی ذکاوت و قابلیت کی داد دیتے ہوئے اُن کو مجلس عالی میں ایک بڑا منصب عنایت فرمایا اُس عہدہ پر آپ رشید پاشا، عالی پاشا اور رفعت پاشا کے ازمنۂ صدارت عظمیٰ میں برابر کام کرتے رہے اور اس دوران میں نہ صرف امور داخلیہ سے واقفیت حاصل کر لی بلکہ اُن اہم امور کی گفت وشنید سے بھی جو رفعت پاشا وزیر خارجہ اور پرنس مِنکوف نمائندہ قیصر روس کے درمیان جنگ کریمیا سے پہلے ہو رہی تھی۔

۱۸۵۴ء میں قبرصلی محمد پاشا جن کے عزل کا مدحت پاشا نے دولت کو مشورہ دیا تھا صدر اعظم مقرر ہوئے۔ قبرصلی محمد پاشا نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانے اور جری نوجوان

پاشا سے انتقام لینے کا ارادہ کرکے اُن کو اس اہم سیاسی مسئلہ کے حل پر مقرر کیا جو اُس زمانہ میں ایک سخت خطرہ کی حالت رکھتا تھا یعنی مسئلہ بلقان کا حل

بلقان کی حالت اس وقت نہایت خراب تھی۔ خود مختاری حکومت کا عام جوش پھیلا ہوا تھا اور سرکش و متمرد قبائل اطرافِ ملک میں لوٹ مار کر رہے تھے۔ قبرصلی محمد پاشا نے مدحت پاشا کو بلقان کی مہم پر روانہ کیا اور شورش کو فرو کرنے اور سرکش و متمرد قبائل سے ملک کو پاک کرنے کی خدمت اُن کے سپرد کی مدحت پاشا نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی خدمت کو خوبی سے انجام دیا اور شورش فرو کرکے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

بلقان سے واپسی کے زمانہ میں صدارت عظمیٰ پر رشید پاشا فائز تھے اُن میں اور عالی پاشا میں عثمانی صوبوں کو خود مختاری دیئے جانے کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہو رہا تھا اور ابتدائی کارروائی وضع قوانین کی صورت میں شروع ہو چکی تھی کہ مدحت پاشا آستانہ پہنچے اور اپنی مہم کی رپورٹ صدر اعظم کی خدمت میں پیش کی رشید پاشا صدر اعظم رپورٹ پڑھکر بہت خوش ہوئے اور مدحت پاشا کے اقتدار کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے۔

خود مختاری دیئے جانے کی تجویز چونکہ رشید پاشا کے ذہن میں تھی اِس لئے اُنھوں نے قرار دیا کہ مدحت پاشا کو ولایت ڈینوب بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں خود مختار حکومت کے قیام کی تجویز کا تجربہ کریں یہ ارادہ عمل میں نہ آیا تھا کہ وزارت میں انقلاب پیش آیا اور یہ تجویز یونہی رہ گئی

کچھ عرصہ بعد آپ کو صوبجات ایدن اور سلسٹریہ کی بغاوت فرو کرنے کی خدمت سپرد ہوئی جس کو آپ نے نہایت خوبی سے انجام دیا اور سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کی خدمت میں اپنی مہم کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ صوبجات کی سرکشی و تمرد

کا سبب گورنروں کی بدانتظامی اور ناقابلیت ہے صوبجات کے گورنروں نے اپنی بریت ثابت کرنے کے لئے باب عالی کی خدمت میں اپنے عذرات پیش کئے اور اُس الزام کو دور کرنے کی کوشش کی جو اُن پر لگایا گیا تھا سلطان عبدالمجید خاں نے از سرِ نو تحقیقات کا حکم دیا لیکن ممبران حکومت اور عقلاء دولت نے یہ خیال کرکے کہیں دوسری بار کی تحقیقات میں حق پر باطل غالب نہ آجائے تحقیقات ثانی کے حکم کو منسوخ کر دینے کی کوشش شروع کر دی۔ چنانچہ خیرالدین آفندی آستانہ کے مشہور و معمر عالم نے اس کے متعلق ایک رپورٹ سلطان کی خدمت میں پیش کی جس میں مدحت پاشا کی تائید کرتے ہوئے سلطان سے خواہش کی کہ وہ تحقیقات مزید کے حکم کو منسوخ فرماویں اور سلطان نے اس خواہش کے مطابق اپنے حکم کو منسوخ کر دیا۔

۱۸۵۸ء میں رشید پاشا کی وفات کے بعد عالی پاشا صدر اعظم مقرر ہوئے اور اُنھوں نے مدحت پاشا کو دول یورپ کے طریق حکومت، انتظام اور مالی و ملکی محکموں کا تجربہ حاصل کرنے اور واقفیت بہم پہنچانے کے لئے یورپ بھیجا اُس وقت آپ کی عمر چھتیس سال کی تھی چھ مہینے تک آپ یورپ میں تجربات حاصل کرتے رہے۔ پیرس، وائنا اور بیلجیئم وغیرہ کے مالی و ملکی محکموں کو غور سے دیکھا اور تمام ضروری و اہم امور سے واقفیت بہم پہنچا کر آستانہ واپس آئے۔ اِس سفر نے آپ کو بہت فائدہ پہنچایا اور اب آپکی شخصیت آستانہ میں بہت ممتاز ہوگئی۔ ٹرکی کے مقبوضات میں جب کوئی شورش فساد یا بغاوت رونما ہوتی مدحت پاشا اسکو فرو کرنے اور وہاں کے انتظام کو بروئے کار لانے کے لئے مقرر ہوتے۔ اور چونکہ اس قسم کے واقعات کو سلجھانے کا آپ کو کافی تجربہ تھا اِس لئے آپ اپنی مہم میں ہمیشہ کامیاب ہوتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد بلغاریہ میں دوبارہ فساد رونما ہوا اب کی مرتبہ بلغاریہ کے مسیحی باشندوں نے زندگی اور مال کی تباہی کے خطرہ سے فساد کے رونما ہوتے ہی اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور

ترکِ وطن کر کے دوسرے ملکوں اور صوبوں میں چلے گئے۔ سپاہ اور انتظامی پولس اُن کو ہر چند روکتی اور اطمینان دلاتی تھی لیکن ہجرت کا سیلاب رو کے نہ رُکتا تھا۔ آستانہ میں جب یہ خبریں پہنچیں تو مدحت پاشا کو فوراً بلغاریہ جانے اور بغاوت فرو کرنے کا حکم دیا گیا۔ مدحت پاشا آستانہ سے یہ ارادہ کر کے روانہ ہوئے کہ ابکی مرتبہ بلغاریہ کی شورش کو وہ نرمی اور حسنِ تدبیر سے فرو کر کے کوئی ایسی مفید و موثر تجویز اختیار کرینگے کہ اس قسم کی شورشوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ بلغاریہ پہنچکر آپ نے اعلان کیا کہ اعیانِ شہر جمع ہو کر اصلاحی مجلس میں شریک ہوں اپنی شکایات پیش کریں اور اصلاحی تجاویز و تدابیر میں معقول مشورہ دیں۔

بلغاریہ کی رعایا کی شکایات دو اہم امر پر مبنی تھیں یعنی

(۱) اُن کے ملک میں کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے اُن کو مختلف مقامات میں آنے جانے خبریں پہنچانے اور حاصل کرنے نیز اپنے مال کو منتقل کرنے میں مدد ملے اس قسم کا کوئی سلسلہ نہ ہونے سے زیادہ تکالیف کاشتکاروں اور زمینداروں کو ہیں کہ غلہ کو ادھر سے اُدھر منتقل کرنے یا تجارتی نقطۂ خیال سے نفع حاصل کرنے کے لئے دوسرے مقامات پر پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے۔

(۲) ڈاکو اور سرکش و متمرد قبائل کا بلغاریہ میں کثرت سے پایا جانا جن کی وجہ سے رعایا کا کوئی شخص امن و امان کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اور ہر وقت جان و مال کے خطرہ میں مبتلا رہتا ہے۔

ان وجوہ سے بلغاری رعایا ترکِ وطن کر کے سرویہ کی طرف چلی گئی جہاں کی حالت وہاں سے بہتر تھی۔

اعیان و شرفاء بلغاریہ جمع ہوئے، مدحت پاشا نے اُنکی شکایات کو سُنا اور اُن کے مطالبات کو حق و صحیح تسلیم کر کے اصلاحی امور و تجاویز پر اُن سے مشورہ طلب کیا۔ قبل اس کے کہ اصلاحی تدابیر اختیار کی جائیں مدحت پاشا نے اعیانِ شہر سے خواہش

کی کہ وہ اپنے اثر کو کام میں لاکر سب سے پہلے لوگوں کو ترک وطن اور ہجرت سے روکیں اس کے بعد وہ اُن کے ساتھ ملکر رعایا کے مطالبات کو پورا کریں گے اور تمام شکایات رفع کردیجائینگی۔ ترک وطن کا سلسلہ رک جانے پر مدحت پاشا نے وعدہ کے موافق آمدورفت کے راستوں کو درست کیا صوفیہ اور نیش کی سڑکوں کو بنایا اور جہاں جہاں پلوں کی تعمیر ضروری تھی وہاں پل بنوائے اس کے بعد ڈاکوؤں اور متمرد قبائل کا انتظام کیا۔

سرحدوں خصوصاً سرویہ کے سرحدی مقامات پر سرویوں کی شرارت کو روکنے کے لئے مسلح فوجی گارد مقرر کئے گئے مدارس کھولے شفاخانے بنائے غرض یہ کہ تمام شکایات کو رفع کرکے رعایا کے قلوب میں مدحت پاشا نے گھر کرلیا۔ جو لوگ ترک وطن کرکے چلے گئے تھے وہ سب واپس آگئے اور امن وامان سے پھر اپنے کاروبار میں مصروف ہوگئے۔

مدحت پاشا کا یہ وہ کارنامہ تھا کہ ترکی قوم اس پر جتنا فخر کرے کم ہے بلغاریہ میں فساد و شورش کی تحریک روس کی پیدا کی ہوئی تھی جو اس پردہ میں ذاتی فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا مدحت پاشا نے اس مہم کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور روس کی شرارتوں کا خاتمہ کرکے دولت عثمانیہ کو ایک عظیم خطرہ سے بچالیا۔

اعمال بلقان کی تنظیم

رشید پاشا کے حقیقی جانشینوں فواد پاشا اور عالی پاشا کے زمانہ عظمی میں شہید دستور نے بلغاریہ ایڈن اور سلسٹریہ میں جو اہم اصلاحی خدمات انجام دیں انھوں نے شہید دستور کی عظمت کو ملک میں بہت بڑھا دیا باب عالی بھی اُن کی ان خدمات سے بہت خوش ہوا اور ۱۸۶۴ء میں اُنکو آستانہ طلب کرکے صوبجات کے لئے جو قوانین ترتیب دئے جارہے تھے اُن سے اُن میں مشورہ لیا شہید دستور نے اپنے تجربات کی بنا پر نظام جدید کے مرتب کرنے میں معقول مشورات دیئے اور جب وہ مرتب ہوکر پاس ہوگئے تو صدر اعظم نے صوبجات

سلسٹریہ، ایڈرن اورنیش میں اُن کے نفاذ کی اہم خدمت بھی آپ ہی کے سپرد کی صوبجات کے لیے جو جدید نظام تجویز ہوا تھا اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

صوبہ کو سات اضلاع میں تقسیم کیا گیا اور ہر ضلع میں متعدد تحصیلیں مقرر کی گئیں اور ہر تحصیل میں قصبات قرار دیے گئے اس کے علاوہ ہر صوبہ میں ایک خاص کمیٹی بنائی گئی تاکہ وہ سرکاری محاصل مالگذاری کی نگرانی اور فراہمی کرے۔

مدحت پاشا نے صوبجات سلسٹریہ ایڈرن اورنیش میں نظام جدید کے مطابق صوبجات کو تقسیم کیا اور اُس کا انتظام کرنے کے بعد سڑکوں اور ریلوں کو بنایا اور پھر ڈینیوب میں کشتیاں جاری کیں جن پر عثمانی علم لہراتا تھا۔ ڈاکوؤں اور چوروں کا استیصال کیا اور پولس کے کاموں کو اس طرح تقسیم کیا کہ تمام بدنظمی اور خرابی رفع ہوگئی۔ اور اُن تمام امور کا انتظام کر کے غریب کاشتکاروں کی امداد کے لیے ایک وطنی انجمن بنائی۔

جدید نظام کی ترتیب میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا تھا کہ باشندگانِ ملک ملک کے انتظامی معاملات میں گورنمنٹ کے ساتھ ملکر کام کریں اور محاصل و مالگذاری وغیرہ کے مسائل کی جانچ و تحصیل میں حکومت کو اپنے مشورات اور اعمال سے مدد دیں تاکہ ملک میں کسی قسم کی بدنظمی پیدا نہو اور رعایا خوشحال رہے۔

چند روز میں اس انتظام سے اُن صوبجات کی حالت جن پر مدحت پاشا کو مامور کر کے بھیجا گیا تھا درست ہوگئی اور آستانہ کے ارباب حل و عقد جو بیچینی سے مدحت پاشا کے طریقۂ انتظام کے نتائج کا انتظار کر رہے تھے مدحت پاشا کی کامیابی پر حیرت زدہ رہ گئے محکمہ مابین ہمایوں اور باب عالی نے مدحت پاشا کی کامیابی پر مسرت کے تار روانہ کیے اور پھر تمام گورنران صوبجات کو آستانہ سے احکام بھیجے گئے کہ وہ بھی مدحت پاشا کی طرح تمام صوبجات میں جدید نظام اختیار کر کے صوبجات کی بیچینی اور بدنظمی کو رفع کریں اور ڈینوب میں مدحت پاشا جس طریقہ پر کام کر رہے ہیں اُس کو پیشِ نظر رکھیں

اِن احکام کے مطابق جب جدید نظام کے اصول پر تمام صوبجات دولت عثمانیہ کی حالت درست ہوگئی تو رعایا کی حالت جو پہلے انتظام سے خراب ہو رہی تھی یک بدل گئی۔ تمام رعایا کے قلوب میں حکومت کی وفاداری کے جذبات پیدا ہوگئے اور مستقبل کی بہترین زندگی اور خوش آیند اُمیدوں نے اُن کے چہروں کو مسرت سے چمکا دیا۔

جدید نظام کے نفاذ کے زمانہ میں شہید دستور کو جو تازہ تجربات ہوئے اُن سے اُنھوں نے اُن مشکلات اور پیچیدگیوں کا حل سوچ لیا جو بلقان میں آئے دن پیدا ہوتی رہتی تھیں شہید دستور نے اُن مشکلات اور پیچیدگیوں پر گہری نظر ڈالی اور تحقیقات سے اُنھیں معلوم ہوا کہ اُن پیچیدگیوں اور مشکلات کا باعث وہ طلبہ ہیں جو روس کے صوبجات اوڈیسہ خرکوف اور کیف کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کرکے بلقان میں آتے تھے۔

یہ طلبہ مذکورہ بالا یونیورسٹیوں سے سلانی قوم کی محبت کے جذبات لیکر آتے اور بلقان میں قومی و مذہبی تعصب کو نشو و نما دیتے تھے۔ بلقان کی آبادی میں سلانی قوم کا ایک بڑا عنصر تھا اور اپنی قومیت میں وہ روس سے متحد تھا طلبہ کی یہ تحریک بلقان میں اکثر پیچیدگی پیدا کرتی اور اُس کے نتائج دولت اور خود اُن کے لیے خطرناک نکلتے تھے۔

اِن طلبہ میں قومی تعصب پیدا کرکے دولت عثمانیہ کو مشکلات میں مبتلا کرنے کی خدمت یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور معلم انجام دیتے تھے اور اس سے غرض یہ تھی کہ سلانی قوم جو دولت عثمانیہ کے مقبوضات میں آباد ہے آزاد ہوکر روسی حکومت کے اثر میں آجائے۔

شہید دستور نے اِس مسئلہ پر گہری نظر ڈالی اور آخر غور و تامل کے بعد وہ اِس نتیجہ پر پہنچے کہ بلقان میں رعایا کے بچوں کی تعلیم کے لئے مدارس اور کالج قائم کئے جائیں تاکہ وہ اپنے بچوں کو ملک سے باہر بھیجنے کی ضرورت سے مستغنی ہوجائے۔ اور ساتھ ہی مختلف قوموں کے بچوں اور نوجوانوں کے یکجا تعلیم پانے سے وطنی محبت کے جذبات کو نشوونما اور خیالات کی اصلاح ہو۔

شہید دستور نے اِس کے متعلق بابعالی کی خدمت میں اپنی تجاویز پیش کیں اور مدارس و

اور کالجوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اپنی اسکیم میں ظاہر کیا کہ مدارس اور کالجوں کے مصارف
کا انتظام یہ کیا جائے کہ نصف مصارف صوبجات کے مزید محاصل سے حاصل کیے جائیں اور
نصف کے مختلف طریقوں پر باشندگانِ ملک ذمہ دار ہوں۔
یہ اسکیم جب بابعالی کی خدمت میں پہنچی اور روسی سفیر کو اس کا علم ہوا تو اسکے حواس جاتے
رہے اور جو کوشش روس سلافی قوم میں بغاوت کے خیالات پیدا کرنے کے لئے کر رہا تھا اُنکو
تباہ و برباد ہو جانے کے خیال نے اُس پر بُرا اثر ڈالا اُس نے اپنی پوری قوت سے نہ صرف اسکیم
کی مخالفت کی بلکہ مدحت پاشا کو دولت عثمانیہ کا بدخواہ ثابت کرنے کے لئے سلطان عبدالعزیز
سے کہا کہ "مدحت پاشا نے صوبجات میں جو انتظام کیا ہے وہ خلافت عظمیٰ کی سیادت کے بالکل
منافی ہے اور ایک دن اُس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ دولت عثمانیہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی اور اُس کا
ہر صوبہ آزاد ہو جائیگا"۔
بظاہر سلطان نے سفیر روس کی شکایت پر کان نہ دہرا لیکن چند روز بعد ایک ایسا
واقعہ پیش آگیا کہ سفیر روس کو سلطان کے بدگمان کر دینے کا موقع ملگیا۔ مدارس اور کالجوں
کے قیام کی اسکیم بھیجدینے کے کچھ عرصہ بعد مدحت پاشا نے ایک اعلان سرکاری پرچہ میں
شائع کیا جس میں اُنھوں نے صوبجات کی رعایا سے خواہش کی تھی کہ وہ صوبہ کی کونسل
میں اپنے قائم مقاموں کو مقرر کر کے بھیجے تاکہ صوبجات کے انتظامی امور میں اُن سے مشورہ
لیا جایا کرے۔ مدحت پاشا نے اُن قائم مقاموں کے لئے "نواب" کا اعزازی لقب تجویز
کیا تھا۔

ادھر یہ اعلان شائع ہوا اور اُدھر سفیر روس نے سلطان عبدالعزیز سے ملکر بیان کیا
کہ مدحت پاشا کی نسبت جو خیالات میں اب سے پہلے ظاہر کر چکا ہوں اُن کی تائید اس اعلان
سے ہوتی ہے۔ اعلان کے الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ مدحت پاشا بتدریج صوبجات کو خود
مختار بنا دینے کی کوشش کر رہا ہے اور اس خصوص میں یہ اُس کا پہلا قدم ہے۔

سلطان عبدالعزیز سفیر روس کے فریب میں آگئے اور مدحت پاشا کو حکم دیا کہ وہ اس قسم کی کوئی کونسل یا مجلس نہ بنائیں کہ اس میں مصارف زیادہ ہونگے سلطان نے اپنے حکم میں اصلی وجہ نظر انداز کی اور اس مجلس کی مخالفت کو ٹالنے کے طور پر مصارف کی زیادتی کے عذر کو پیش کر دیا۔

مدحت پاشا کی تمام کوششیں تباہ و برباد ہوگئیں اور اُن کی اصلاحی خدمات کا جو مفید نتیجہ نکلنے والا تھا وہ ایک خطرہ سے بدل گیا روسی سفیر اور اُس کے ہمنوا لوگوں کی اغراض پوری ہوگئیں اور اب اُن کو موقع مل گیا کہ وہ بلقان میں بےچینی پیدا کرنے کے لئے ڈاکوؤں اور متعصب مسیحی قبائل سے کام لیں۔

مدحت پاشا کو اس خطرناک کارروائی کا اُس وقت احساس ہوا جبکہ ڈاکوؤں اور متعصب مسیحی قبائل کے لوگوں نے مسلمانوں اور اُن کے بچوں کو قتل کرنا شروع کیا جب مسلمانوں نے مسیحیوں کو اپنے قتل پر آمادہ پایا۔ تو وہ بھی مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے لیکن کوئی خونریزی ابھی وقوع میں نہیں آئی تھی کہ مدحت پاشا شورش کو فرو کرنے اور امن و امان قائم کرنے کی تدابیر میں مصروف ہوئے اور سب سے پہلے انھوں نے اُن مفسد مسیحیوں اور اُن کے سرغناؤں کو گرفتار کیا جو بانیٔ شر و فساد تھے۔ مفسدین کے سرگروہ اشخاص کے بیان سے مدحت پاشا کو معلوم ہوا کہ وہ بخارسٹ اور کشنیف کی جمعیت سلاف کی طرف سے یہاں آئے تھے۔ مدحت پاشا نے ان کے معاملہ کو مقامی کونسل میں پیش کیا اور اُس کے فیصلہ کے مطابق سرغناؤں کو سزائے موت اور اُن کے ساتھیوں کو مختلف قسم کی دوسری سزائیں دی گئیں اور فساد رفع ہوگیا۔

مدحت پاشا نے اس ہنگامۂ قتل و خونریزی کو رفع کرنے اور فساد کو دفع کرنے میں جس قابلیت سے کام کیا اُسکی داد یورپ کے مدعیان تہذیب و تمدن کی طرف سے یہ ملی کہ اُن کے مناسب وقت احکام کو بربریت اور وحشیت سے تعبیر کیا گیا۔ اور دولت عثمانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ

مدحت پاشا کے احکام پر نظر ثانی کرے۔ اس سلسلہ میں یورپ کے مسیحی اخبارات نے مدحت پاشا پر طرح طرح کے الزامات بھی لگائے لیکن شہید دستور نے اُنکی پروانہ کی اور جو الزامات لگائے گئے تھے اُن سے اپنے کو پاک صاف ثابت کر دیا۔

شاطران یورپ کی چالیں بیکار گئیں اور ملک میں پھر امن وامان ہو گیا لیکن مدعیان تہذیب و تمدن اپنی تدبیروں سے خاموش نہ رہے اور اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مدحت پاشا کو ایک جاسوس سے پتہ چلا کہ غلاتر زنام مقام سے کچھ مفسد بلغراد جا رہے ہیں تاکہ وہاں مادّہ فساد کو تیار کریں اور جدید مشکلات میں دولت عثمانیہ کو مبتلا کر دیں مدحت پاشا نے ان لوگوں کو روسچق کے قریب ہی آسٹری جہاز پر جو اُن کو بلغراد کی طرف لئے جا رہا تھا گرفتار کر لیا۔ اور اُن کے فوٹو آسٹری قونصل کے پاس بھیج کر اُن کی تلاشی اور تحقیقات کی اجازت طلب کی۔

ایک عثمانی افسر نے آسٹری قنصل کے سامنے جب اُنکی تلاشی شروع کی تو اُن میں سے ایک مفسد نے اُسکو گولی کا نشانہ بنا دیا [illegible] جہاز کے اندر فساد عظیم برپا ہو گیا۔ عثمانی سپاہ اور افسروں نے بھی گولیوں اور دوسرے ہتھیاروں سے جواب دیا اور باہم دونوں دست و گریبان ہو گئے جب یہ مفسد زخمی ہو کر گر پڑے تو اُن کو جہاز سے اتار لیا گیا

اس واقعہ سے یورپ میں ایک شور برپا ہو گیا۔ روسی سفیر نے صدائے احتجاج بلند کی اور مدحت پاشا کے عزل کا مطالبہ کیا لیکن سلطان عبد العزیز نے مطالبہ کو رد کر دیا اور روسی سفیر کی کوششیں تباہ و برباد ہو گئیں۔

جب روسی سفیر اور اُسکے ہمنوا مدحت پاشا کو نقصان پہنچانے اور اُس کے عزل کی تدبیروں میں ناکامیاب رہے تو اُنھوں نے خفیہ طور پر اُن کو قتل کرا دینے کی تدبیریں اختیار کیں چنانچہ روسچق میں اُن پر ایک دفعہ گولی چلائی گئی جو خطا کر گئی۔ ایک بار ایک سروی شخص نے اُن پر حملہ کیا لیکن وہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور جب اُس سے دریافت کیا گیا کہ تونے یہ جرأت

کیوں کی تو اُس نے بتلایا کہ دو معزز سرویوں نے اُس کو اس پر آمادہ کیا تھا ان تینوں شخصوں کو مدحت پاشا نے معقول سزا دی۔

ان واقعات کے کچھ دنوں بعد یعنی ۱۸۶۸ء میں آپکو ایک جدید مجلس کی ریاست (صدارت) کے لئے جو آستانہ میں قائم کی گئی تھی طلب کیا گیا لیکن بعض معاملات میں اُن کے اور عالی پاشا صدر اعظم کے درمیان اختلاف رونما ہو جانے سے آپ عہدۂ صدارت سے معزول کر دیئے گئے۔ اور ۱۸۶۹ء میں آپکو بغداد کا گورنر بنا کر بغداد بھیجا گیا۔

صوبہ بغداد میں اصلاحات

مدحت پاشا نے بغداد پہنچکر وہاں بہت سی مشکلات پائیں لیکن یہ مشکلات ولائت طونہ (ڈینوب) کے حالات سے بالکل مختلف تھیں۔ یہاں بعض فوجی خرابیاں سدراہ بنی ہوئی تھیں اور یہ ایک سخت مشکل تھی جس سے شہید دستور کو دوچار ہونا پڑا۔ کیونکہ ولایت بغداد کے محکوم عرب قبائل فوجی احکامات کی تعمیل میں تساہل سے کام لیتے تھے اور اس وقت یہ حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ انہوں نے حکومت سے سرتابی شروع کر دی تھی حتے کہ اُن کے مطیع و منقاد بنانے میں حکومت عاجز ہو گئی تھی کیونکہ بغداد میں گورنر اور کمانڈر انچیف علیحدہ علیحدہ تھے۔ ایسی حالت میں عرب قبائل کو مطیع کرنا سخت دشوار تھا اگر اُن کو مطیع و فرمانبردار بنانے کی کوئی تدبیر تھی تو صرف یہی تھی کہ فوجی و انتظامی طاقت ایک ہی شخص کے ہاتھ میں دیدی جائے چنانچہ شہید دستور نے یہ دونوں اختیار اپنے لیے تجویز کرا لیے۔ اور پھر شوریدہ سر و متمرد لوگوں کو فوجی طاقت سے مطیع کرنے کی تیاری کی۔ چنانچہ باب عالی نے شہید دستور کو گورنر بغداد کے ساتھ فیلڈ مارشل بھی بنا دیا۔ جس کے بعد نہایت احتیاط کے ساتھ کارروائی کی گئی اور سرکش قبائل بہت جلد

مطیع ہو گئے۔

سابق گورنران بغداد عرب قبائل سے ٹیکسوں کے وصول کرنے میں سختی کا برتاؤ کرتے تھے لیکن مدحت پاشا نے ان سختیوں کو محدود کر دیا۔ اور صرف فوجی نمائش کے ساتھ ٹیکسوں کے وصول کرنے میں کامیابی حاصل کی اور وہ فکر میں لگے رہے کہ ان قلیل سختیوں کو بھی جو ٹیکسوں کے وصول کرنے میں عربوں کو پریشان کرتی ہیں دور کیا جائے۔ تاکہ اعراب میں تمردی کی کوئی جدید صورت پیدا نہ ہو۔

مدحت پاشا نے عربوں کو اطاعت و فرمانبرداری پر قایم رکھنے کے لیے دوسرا مناسب طریقہ اختیار کیا اور وہ "قانون آراضیات میں خاص تبدیلی" تھا کیونکہ اُس وقت کاشتکار ترکی گورنمنٹ کو آراضیات کا لگان پیداوار کا ہے دیا کرتے تھے جو ایک گونہ عرب کاشتکاروں کو گراں معلوم ہوتا تھا۔ مدحت پاشا نے آراضیات کا ایک بڑا حصہ آسان شرائط پر عربی کاشتکاروں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ تھوڑی سی مُدّت گزرنے کے بعد اس مناسب تدبیر کو کامیاب دیکھا جس سے حکومت عثمانی کا اثر بہت کچھ زیادہ ہوگیا۔ اور عربوں کی سرکشی کا نام ونشان باقی نہیں رہا۔ اور غلہ وغیرہ کی افراط بھی خاصی رہی جس کے سبب حکومت کے دوسرے کاموں میں خوب زیادتی ہوئی۔ انہی ترقیوں کا نتیجہ تھا کہ دجلہ و فرات میں اچھی طرح کشتیاں چلنے لگیں اور چیزوں کی آمد و رفت ساحلی مقامات پر جاری ہوگئی۔

ان مواقع پر کشتیوں کا انتظام انگریزی کمپنی کے ہاتھ میں تھا جو بغداد و بصرہ کے درمیان اپنا کاروبار کرتی تھیں۔ مدحت پاشا نے ایک عثمانی کمپنی قایم کی اور پرانی کشتیوں میں خاص ترمیم کی، مسقط، عدن، بندرعباس

اور بوشہر میں اُن کے لیے کوئلہ کے گودام قایم کردیے۔ یہ پہلی عثمانی کشتیاں تھیں جو سوئز کینال سے گزر کر آستانہ (قسطنطنیہ) پہنچیں۔ جب مدحت پاشا نے اس عثمانی کمپنی کو مفید پایا تو اس کو اور زیادہ وسیع کر کے فرات و دجلہ کی شمالی ساحلوں پر دور تک جہازوں کو سفر کرنے کا موقع بہم پہنچایا اور اُن تمام اراضیات قابل زراعت کو درست کرایا جن کو طغیانی سے نقصان پہنچ جاتا تھا۔ اسکے بعد ان اراضیات میں عمدہ کاشت ہونے لگی۔ اس طرح زمانہ مدحت پاشا میں عراق عرب نے وہ بحالی حاصل کر لی جو کبھی دولت عباسیہ کے دَور میں اُسے میسر تھی۔

مدحت پاشا نے بغداد و کاظمیہ کے درمیان ٹرمیوے جاری کی جس کا فصل ، کیلومیٹر (تقریباً ۴½ میل) ہے اور کپڑا بُننے کے کارخانے، ہر بڑے قصبہ میں مدارس، عوام کے لیے سرکاری شفاخانے اور بنک قایم کیے۔ ایک مطبع بھی جس میں ایک سرکاری اخبار بنام "الزوراء" چھپتا تھا جاری کیا۔ عراق کے بڑے بڑے شہروں میں میونسپلٹیاں قایم کیں اور اپنے زمانہ گورنری میں پٹرول کی کانیں دریافت کیں جن سے دولتِ عثمانیہ کو خاص نفع حاصل ہوا غرض عراق عرب نے مدحت پاشا کی کوششوں سے عظیم الشان ترقی حاصل کی ۱۸۷۰ء میں شاہ ایران بغرض زیارت نجفِ اشرف و کربلائے معلّیٰ تشریف لائے تو مدحت پاشا نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اُن چند معاملات کو طے کرنے کی کوشش کی جو ایران و ٹرکی کے درمیان متنازعہ فیہ تھے منجملہ اُن کے ایک مسئلہ کردوں کا تھا جو ٹرکی کے باشندوں کو راستوں پر گزرتے وقت پریشان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ دولت عثمانیہ و ایران اس بات پر متفق ہو گئے کہ دونوں سلطنتوں کی حدود پر اُس طرز کی فوجی چوکیاں بنادی جائیں جیسی کہ سرویہ کے

حدود پر پہلے بنائی گئی تھیں۔

مدحت پاشا کو معلوم ہوا کہ نجد کے شیعی مقامات مقدسہ میں جواہرات اور مختلف تحائف ہندوستانی اور ایرانی زائرین کے دیئے ہوئے موجود ہیں جنکے جمع رہنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ پس شہید دستور نے کوشش کی کہ یہ تمام سامان جس کی قیمت تیرہ لاکھ اشرفی ہوتی ہے۔ ایران سے بغداد تک ریلوے لائن تیار کرنے اور مدارس و شفاخانے وغیرہ بنانے پر خرچ کر دیئے جائیں لیکن افسوس ہے کہ علماے ایران نے اس کو پسند نہیں کیا اور یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مدحت پاشا نے عراق عرب کی اقتصادی، علمی، اخلاقی اور سیاسی حالت کے درست کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ یہ ہی نہیں بلکہ شہید دستور (رحمہ اللہ) نے عراق عرب کی متصلہ آبادی سے بھی بہترین سلوک کیا۔ اس سلسلہ میں یہ واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ مدحت پاشا نے کویت کے مشائخ کو آمادہ کیا کہ وہ دولتِ عثمانیہ کی سرپرستی قبول کرلیں چنانچہ اُنہوں نے باوجودیکہ وہ سابقہ گورنر نامق پاشا سے انکار کر چکے تھے دولتِ عثمانیہ کی سرپرستی تسلیم کرلی کویت بصرہ سے تقریباً ۹۰ میل جنوب میں واقع ہے۔ یہ ایک اچھا تجارتی بندرگاہ ہے جس پر اہل صباح حکمران تھے۔ یہ لوگ درحقیقت نجدی تھے اور انہیں اپنے اختیارات میں کسی دوسرے کی مداخلت پسند نہ تھی۔ ان لوگوں نے اپنی بحری تجارت کا سلسلہ ہندوستان و ایران اور افریقہ وغیرہ سے قایم کرلیا تھا اور یہ لوگ اپنی کشتیوں پر ایک خاص جھنڈا نصب کرتے اور مخصوص ضرورتوں کے وقت ہالینڈی یا انگریزی جھنڈا بھی استعمال کرلیتے تھے۔ مدحت پاشا نے شیوخ کویت سے مختلف طور پر گفتگو کی اور بالآخر اُنہیں اس امر پر آمادہ کرلیا کہ وہ عثمانی جھنڈا استعمال کریں۔ اور یہ بھی طے ہوگیا کہ اُن کا ملک آزاد ہوگا اور اُن کے

تمام ملکی حالات مستقل طور پر قائم رہیں گے۔ پس اُس وقت سے کویت صوبۂ بغداد کا ایک ضلع بن گیا۔ اسی طرح بحرین ونجد وغیرہ سے معاملہ طے ہوگیا جو اُن کی علوہمتی اور دولت عثمانیہ سے سچی ہمدردی وبہی خواہی کی بین دلیل ہے۔

عراقِ عرب کی درآمد اور اُن عثمانی کشتیوں میں جو ان سمندروں میں چلتی تھیں بہت کچھ اضافہ ہوگیا تھا۔نہرِ سوئز کے افتتاح سے پہلے دولتِ عثمانیہ کے اس جگہ پر صرف دو جنگی جہاز تھے جو بے پروائی کے باعث خراب وخستہ ہوگئے تھے۔پاشائے موصوف نے ان کو بمبئی میں درست کرایا اور سات جہاز اور اضافہ کیے۔ بصرہ کی گودی کو وسیع کرایا۔

مدحت پاشا کی ان خدمات جلیلہ کا باب عالی نے بہت کچھ اعتراف کیا اور عالی پاشا نے ۱۸۷۰ء میں بذریعہ خط خوشنودی کا اظہار کیا اور سلطان المعظم نے ایک مرصع تلوار جس پر لفظ "**نجد**" منقوش تھا مرحمت فرمائی۔

مدحت پاشا نے دولتِ عثمانیہ کی جو کچھ خدمات انجام دیں۔اور اُن صوبوں میں کہ جہاں وہ گورنر مقرر ہوکر گئے اور اصلاحات عمل میں لائے اُن میں فواد پاشا اور عالی پاشا (صدر اعظم) سے بہت کچھ امداد ملتی رہتی تھی لیکن افسوس ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے اسی دوران میں تین ماہ کے اندر وفات پائی جس سے آستانہ (قسطنطنیہ) کے حالات میں ایک تغیر عظیم پیدا ہوگیا۔سلطان عبدالعزیز اپنی سیاحت یورپ سے واپس آئے لیکن اُن کے دل ودماغ پر یورپ کی جمہوریت ودستوریت نے کچھ بھی اثر نہ کیا وہ وہی کرتے تھے جو اُن کے ذہن میں آتا تھا۔دوسری طرف اُنھوں نے غیر ضروری مصارف بڑھالئے،باسفورس کے کنارے محلات شاہی تعمیر کرائے باوجودیکہ خزانہ شاہی اس قسم کے فضول اخراجات کی اجازت نہ دیتا تھا اور صدر اعظم نامق پاشا سلطان کو خوش رکھنے کے لئے موافقت کرلیتے تھے۔غرض معاملات

کی نوعیت میں تبدیلی شروع ہوئی۔ مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے صوبجات کی طرف نگاہیں اُٹھنے لگیں اور خواہش کی گئی کہ صوبوں سے روپیہ فراہم کیا جائے۔ مدحت پاشا نے ان بیجا مشکلات کا اندازہ کرکے اپنے عہدہ گورنری سے استعفا دیدیا اور قسطنطنیہ واپس چلے آئے۔

یہاں آکر اُنھیں معلوم ہوا کہ اُن کے لیے سلطانی احکامات ایڈریا نوپل کی گورنری قبول کرنے کے متعلق صادر ہو چکے ہیں لیکن اُنہوں نے وہاں جانے سے انکار کردیا۔ اس پر سلطان المعظم نے اُنھیں طلب فرما کر اجازت عطا کی کہ وہ ان معاملات پر کچھ روشنی ڈالیں۔ چنانچہ مدحت پاشا نے موجودہ طرزِ حکومت پر عمدگی کے ساتھ ایک ایسا تبصرہ کیا جیسا کہ اُن کا ضمیر چاہتا تھا۔ اور سلطان کو اُن تمام خطرات سے آگاہ کیا جن میں دولتِ عثمانیہ گھری ہوئی تھی۔ مدحت پاشا کی صداقت و ہمدردی سے لبریز تقریر نے سلطان کے قلب پر اچھا اثر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ندیم پاشا صدارت عظمیٰ سے معزول کیے گئے اور مدحت پاشا کو وزارت عظمےٰ کا عہدہ عطا کیا گیا جو اپنی قابلیت کی وجہ سے اس کے مستحق تھے۔ (یہ واقعات ۱۸۷۲ء میں پیش آئے)

مدحت پاشا کو رفقاء وزارت بھی نہایت اچھے ملے یعنی رشدی پاشا شروانی جمیل پاشا اور صادق پاشا۔ سب سے پہلے اُنہوں نے دولت عثمانیہ کے مالیات کو درست کرنا شروع کیا۔ گو یہ معاملہ سابقہ وزراء کی بے انتظامیوں کے باعث نہایت خراب حالت میں تھا پھر بھی ان اصحاب نے انتہائی جدوجہد سے درست کیا۔ خزانۂ عثمانی میں چند تغلب بھی برآمد ہوئے جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ پونڈ تک پہنچتی تھی جن کا مصرف کاغذات مالی میں درج نہ تھا۔ بالآخر یہ ثابت ہوا کہ وہ روپیہ ندیم پاشا نے خرد برد کردیا

سرکاری طور پر محکمۂ مال نے اُس روپیہ کا جب ندیم پاشا سے مطالبہ کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ روپیہ ضرور لیا گیا تھا مگر لینے کی غرض صرف یہ تھی کہ اُس کو قصر سلطانی میں دے دیا جاوے۔ ندیم پاشا نے سلطان کی والدۂ ماجدہ اور مابین ہمایونی (سلطان اور وزراء کے درمیانی پیغامبر) وغیرہ کی مدد سے مدحت پاشا کے خلاف کوششیں کیں یہاں تک کہ سلطان مدحت پاشا سے بدظن ہو گئے اور اُنہیں اور نہ بعد کو طرابزون بھیجدیا۔ اور اب پھر صدارت عظمےٰ کے عہدہ پر ندیم پاشا فائز ہوئے۔ اِن واقعات نے قسطنطنیہ میں دو گروہ پیدا کر دیے۔ ایک مدحت پاشا کا طرفدار تھا جن میں ٹرکی کے آزاد خیال احرار، علماے کرام قسطنطنیہ اور ترکی صوبوں کے سمجھ دار نوجوان شامل تھے۔ اور دوسرا گروہ ندیم پاشا اور والدہ سلطانہ کا تھا جن کے مددگار مابین ہمایونی کے لوگ تھے۔ اِس جماعت کا سب سے بڑا حامی اگناتوف روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ تھا کیونکہ مابین ہمایونی کے لوگ اُس کے اثر میں تھے۔ مدحت پاشا کو ایڈریانوپل وغیرہ میں بھیجنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُنھوں نے سابق وزیر اعظم ندیم پاشا کے کاموں کی جانچ پڑتال کی جنہوں نے خزانۂ شاہی کو بہت کچھ نقصانات پہنچائے تھے۔ منجملہ اُنکے ایک یہ تھا کہ ریلوے لائن بنانے کے حقوق بیرن ہرش کو دیدیے گئے تھے جسکو مدحت پاشا نے فسخ کر دیا تھا۔

سلطان عبدالعزیز کی معزولی

مدحت پاشا چندماہ تک قسطنطنیہ سے باہر رہے اور یہ زمانہ اُنھوں نے سالونیکا میں گزارا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ واپس آئے تو وزیر عدل اور مجلس شوریٰ کے صدر بنا دیے گئے مگر وہ جلد سے جلد ان عہدوں سے مستعفی ہونے پر مجبور ہوئے کیونکہ

دیگر وزرا ایسی پالیسی اختیار کیے ہوئے تھے جو دولتِ عثمانیہ کو تباہی کی طرف لیے جارہی تھی۔ انہی ایام (یعنی شوال ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء) میں مدحت پاشا نے سلطان کے سکرٹری کو ایک خط بھی لکھا جس میں ان تمام حالات کا تذکرہ تھا اس کے بعد شہید دستور نے تمام کاموں سے علیحدگی اختیار کرکے آستانہ کے ایک قریبی مکان میں قیام کیا اور دولت عثمانیہ کے حالات کے تغیر و تبدل کو دیکھتے رہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس دوران میں سوائے مشکلات اور پریشانیوں کے دولتِ عثمانیہ کو اور کچھ نصیب نہ ہوا۔ وزارت بار بار تبدیل ہوتی تھی۔ اور کام نہ چلتا تھا یہ تبدلِ وزارت رشدی پاشا، شروانی رشدی پاشا اور اسعد پاشا میں جاری رہا مگر یہ لوگ اصلاح و درستی سلطنت پر قادر نہ ہوسکے اور نہ ان سے وزارت عظمیٰ کی مشکلات برداشت ہوسکیں۔ مگر محمود ندیم پاشا نے وزارت عظمےٰ اور وزارت مالیہ دونوں کی مشکلات کو اس طرح برداشت کیا جس کی نظیر کا ملنا مشکل ہے دولتِ عثمانیہ کو افلاس گھیرے ہوئے تھا۔ باوجودیکہ قومی قرضہ لیے ہوئے صرف ۲۰ سال گزرے تھے۔ ان اسباب سے دولتِ عثمانیہ کے حقیقی محب اور بہی خواہوں کو بڑا خطرہ تھا کہ دوسری سلطنتیں ان کمزوریوں سے خود فائدہ حاصل نہ کرنے لگیں۔ بعض نے اکثر مواقع پر ان کمزوریوں کا تذکرہ کرنا شروع کردیا تھا لیکن مخصوص اشخاص نے مصلحت اندیشی اور عاقبت بینی کے لحاظ سے اس قسم کے تذکرات کو ختم کردیا۔ اسعد پاشا وزیر اعظم کے زمانہ میں حدود مانٹی نگرو پر کچھ جھگڑا ہوگیا اور وہ عدم توجہی کی وجہ سے ایک عام بلوہ کی حد تک پہنچ گیا۔ اسعد پاشا گو ایک نیک طینت بزرگ تھے مگر اُن کی آراء کمزور ہوتی تھیں۔ مانٹی نگرو کو دولتِ عثمانیہ کی کمزوری معلوم ہوچکی تھی اس لیے آتشِ بغاوت کے شعلے اور زیادہ بلند ہوگئے جن میں روس و آسٹریا کی امداد

باغیوں کے ساتھ تھی۔ اسعد پاشا مستعفی ہوگئے اور اُن کی بجائے قلمدانِ وزارت ندیم پاشا کے ہاتھ ۱۸۷۵ء میں آیا۔ وہ بھی اِس خونریزی و بغاوت کو نہ روک سکے اور بغاوت حدودِ بلغاریہ تک پھیل گئی۔ یہ دیکھکر پرنس میلان والیِ سرویہ نے بھی یہی عمل اختیار کیا۔ اِس نازک موقع کو آستانہ میں نہایت یاس وحسرت کے ساتھ دیکھا جارہا تھا۔ بالآخر ۱۸۷۶ء میں بلغاریہ، مانٹی نگرو اور ہرزی گونیا بلوہ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوے اور سرویہ نے فرانسیسی افسران کی ماتحتی میں جنگ کا ارادہ کرلیا۔ اور رومانیہ نے بھی اِس کے اقتدار کی ہمت کرڈالی۔

ایک طرف یہ داخلی مشکلات تھیں جو ندیم پاشا وزیر اعظم ٹرکی کو پریشان کررہی تھیں۔ دوسری طرف دولِ یورپ اپنے چھوڑے ہوے کتوں کی دراز دستیوں کی حمایت میں صدائے احتجاج بلند کررہی تھیں۔ ان دونوں اہم خطرات نے دولتِ عثمانیہ کو جس قدر مشکلات میں مبتلا نہ کردیا ہو وہ کم تھا۔

دولتِ عثمانیہ پر جبکہ مصائب وآلام کی تاریکی ہر چہار جانب چھائی ہوئی تھی ایسی حالت میں اگر کہیں امید کے نور کی جھلک ہویدا ہوتی تھی تو وہ حت پاشا شہید دستور کا گھر تھا۔ جہاں آزاد خیال حریت پسند عقلاے ٹرکی کا اجتماعِ خاص رہتا تھا۔ مدحت پاشا دولتِ عثمانیہ کی مشکلات کو نہایت حزن وملال کے ساتھ دیکھ رہے تھے اور متفکر تھے کہ کسی تدبیر سے کوئی راستہ دولتِ عثمانیہ کو ان مصائب سے نجات دلانے کے لیے نکالا جاے۔ چونکہ ٹرکی کے اربابِ حل وعقد کو برٹش سلطنت سے بوجہ اُس کے بظاہر بے طمع ہونے کے خلوص تھا۔ پس مدحت پاشا نے انگریزی سفیر متعینہ ٹرکی سے ملاقات کی اور حالاتِ حاضرہ پر مفصل گفتگو کرتے ہوے دولتِ عثمانیہ کو جمہوری قرار دیے جانے پر

اُن کی رائے طلب کی اور امید ظاہر کی کہ برٹش حکومت (جو تمام دستوری حکومتوں کی ماں ہے) کی پیروی کرنے میں دولت عثمانیہ کو ابتدائی مشکلات جو کچھ پیش آئیں گی اُن میں اُس کو مدد کرنی چاہیئے۔ برطانوی سفیر نے مدحت پاشا کو بوجوہ چند ایک مبہم جواب دیا۔ لیکن وہ جواب اُس زمانہ کے سیاسی لیڈران کی عام پالیسی کے مطابق امید افزا اور فراخدلی پر مبنی تھا۔ مدحت پاشا ان مناسب تدابیر میں مشغول تھے ہی کہ چند مذہبی علماء نے پرنس یوسف عزالدین کو آمادہ کیا کہ وہ اپنے والد سلطان عبدالعزیز کو بتلائیں کہ عثمانی قوم محمود ندیم پاشا صدر اعظم اور حسن فہمی آفندی شیخ الاسلام کی معزولی کا مطالبہ کرتی ہے۔ چنانچہ وہ سلطان المعظم کے پاس گئے اور اُس مطالبہ کا اظہار کیا جسے سلطان المعظم نے قبول فرما کر دونوں کو معزول کر دیا اور صدارت عظمیٰ کا عہدہ محمد رشدی پاشا کے سپرد کر دیا اور حسن خیر اللہ آفندی کو شیخ الاسلام مقرر کیا۔

محمد رشدی پاشا ایک بوڑھے شخص تھے جن کی کبر سنی کی وجہ سے امور سلطنت میں خرابیاں پڑ جانے سے اُن کی وزارت تردد و انتشار کی نظر سے دیکھی جاتی تھی جس سے عثمانی قوم نے اندازہ کیا کہ موجودہ مشکلات صرف مدحت پاشا ہی کے ناخن تدبیر سے رفع ہو سکتی ہیں اور قریب ہے کہ مدحت پاشا کو عہدۂ وزارت مل جائے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہ نکلا کیونکہ سلطان نے امور سلطنت کے انتظام میں ایسے لوگوں کی جماعت کو شامل کرنا شروع کر دیا جو قدیم خیالات کے تھے۔ اور عثمانی عوام کا یہ حال تھا کہ وہ دستوری حکومت کا مطالبہ کرتے اور یقین رکھتے تھے کہ قرآن شریف حکم کرتا ہے کہ مشورہ سے کام کیا جائے۔ اور جو شخص اس کے خلاف کرے اُس کی اطاعت واجب نہیں پس ان وجوہ سے سلطان عبدالعزیز کی نوعیت خطرہ میں تھی۔ بالآخر وہ معزول کر دیے گئے۔

سلطان عبد العزیز کس طرح معزول کیے گئے

سلطان عبد العزیز کے معزول کیے جانے میں جن اشخاص نے اہم کوششیں کیں اُن میں سب سے زیادہ حصہ عونی پاشا وزیر جنگ نے لیا۔ یہ ایک بہادر دلیر اور مستقل ارادہ رکھنے والے بزرگ تھے۔ گو ان کے مزاج میں سختی تھی۔ مگر دولتِ عثمانیہ سے انتہائی خلوص و محبت رکھتے تھے۔ عونی پاشا کا ابتداً مختلف فوجی عہدوں پر تقرر ہوتا رہا۔ ان کی حریت و آزادی کی وجہ سے سلطان عبد العزیز نے اُنہیں گذشتہ ایام میں آستانہ (قسطنطنیہ) سے جُدا کر دیا تھا۔ اور اب وہ وزیر جنگ تھے محمود ندیم پاشا وزیر اعظم کی وزارت سے جو نقائص پیدا ہوتے وہ انہیں بھی ناگوار ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ بھی مدحت پاشا کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ گو وہ جمہوری دستوری حکومت کے فوائد کو اس قدر اہم نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ مدحت پاشا مگر چونکہ اُن کو اپنے دوست مدحت پاشا کی رائے کی عمدگی و پختگی پر پورا اعتماد تھا۔ پس سلطان عبد العزیز کے معزول کرنے اور دستوری حکومت قایم کرنے کے لیے تبادلۂ خیالات شروع ہوا اور طے ہو گیا کہ سلطانِ مذکور کو شیخ الاسلام حسن خیر اللہ آفندی سے فتوے لیکر معزول کیا جاے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مذکور نے حسب ذیل فتوے صادر فرمایا۔

سوال

جبکہ ایک شخص جو امیر المؤمنین ہو اور وہ سیاسی غلطیاں کرتا ہو، اپنی نفسانی خواہشات کے لیے ملکی خزانہ کو اس قدر صرف کرتا ہو کہ ملک و ملت کو اُسکے مصارف برداشت کرنے کی طاقت نہ رہی ہو، اُس کی وجہ سے ملکی و قومی معاملات میں مشکلات پیش آ گئی ہوں، اُس کے امیر المومنین ہونے سے ملک و قوم کا حال

خراب ہو گیا ہوا ور اُس کا امیر المومنین قائم رہنا ملک و قوم کے لئے مضر ہو تو ایسے شخص کو معزول کرنا از روئے شرع شریف درست و صحیح ہو گا یا نہیں ؟

جواب

"ایسے شخص کو معزول کرنا صحیح و درست ہو گا ۔ کاتبہ الفقیر حسن خیر اللہ"

پس جب وزراء نے یہ فتویٰ حاصل کر لیا تو کوشش کی کہ جلد سے جلد ان تجاویز کا نفاذ کیا جائے جن کے مکمل کرنے کے لئے مدحت پاشا اور عونی پاشا مقرر کئے گئے ۔ ان تجاویز کی تکمیل کے ذرائع میں کچھ اختلاف تھا ۔ کیونکہ مدحت پاشا خیال کرتے تھے کہ عثمانی قوم متفقہ طور پر اس معزولی سلطان کو پسندیدہ نظر سے دیکھے گی یا نہیں اور عونی پاشا وزیر جنگ چاہتے تھے کہ یہ معزولی ضرور ہونا چاہیئے ۔ اور فوجی ذرائع سے مدد لیجائے ۔ مدحت پاشا نے یہ مشورہ دیا کہ تمام علماء ، قسطنطنیہ کے معززین وغیرہ وغیرہ کو مسجد نور عثمانی میں طلب کیا جائے اور قوم کی موجودہ افسوسناک حالت اور نظام حکومت کی تبدیلی پر اُن سے مبادلۂ خیالات کیا جائے چنانچہ اس رائے سے اکثر وزراء سلطنت نے اتفاق کیا اور اس اجتماع کے لئے ۳۱ مئی ۱۸۷۶ء مقرر کی گئی ۔ لیکن ایک خاص بات پیدا ہوئی جس کی وجہ سے تمام اشخاص کو مدحت پاشا کی یہ تجویز ملتوی کر کے عونی پاشا کی تجویز پسند کرنی پڑی اور وہ وجہ یہ تھی کہ ایک عورت قصر یلدیز سے مدحت پاشا کے پاس اس ماہ کی ۲۹ تاریخ کو آئی اور اُس نے بتلایا کہ آپ کے جلسوں کی اطلاع سلطان کو ہوا چاہتی ہے ۔ اس خبر سے مدحت پاشا کو خوف پیدا ہو گیا کیونکہ اُس دن سلطان نے عونی پاشا کو اپنے پاس طلب کیا ۔ باوجودیکہ عونی پاشا نے علالت کا عذر کیا ۔ مگر سلطان نے اُن کے عذر کو قبول نہیں کیا ۔ پس وزراء نے بحث مباحثہ کے بعد طے کیا کہ آج رات ہی میں یہ معاملہ طے کر لیا جائے چنانچہ نصف شب کے بعد رشدی پاشا وزیر اعظم اور مدحت پاشا

مع اپنے خادموں کے (جو اپنے ہاتھوں میں روشنی وغیرہ لیے ہوئے تھے) عونی پاشا کے
پاس باسفورس کے کنارے جو منارۂ روشنی پر مقیم تھے چلے گئے۔ کچھ گفتگو ہونے کے بعد
عونی پاشا سرائے طولمہ باغچہ کی طرف گئے اور رشدی پاشا و مدحت پاشا وزیر جنگ
کے دفتر کے میدان میں حسب قرار داد ٹھہر کر سلطان مراد کے آنے کا انتظار کرنے لگے
تاکہ اُن کے آنے پر اُن سے بیعت کی جائے اور منادی کر دی جائے کہ وہ سلطان
ٹرکی بنائے گئے اور فوجی چھاؤنی کے بلند منارے پر روشنی کی جائے تاکہ
بحری بیڑے کو جدید سلطان کے تخت نشین ہونے کی اطلاع ہو جائے اور وہ
توپیں سر کر دیں۔

اِدھر یہ کارروائی مکمل ہوئی اُدھر عونی پاشا نے سلیمان پاشا فیلڈ مارشل
سے ملاقات کی کیونکہ ان دونوں نے آپس میں سلطان عبدالعزیز کو معزول کرنے
میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مدحت پاشا کے بہتر حامی
تھے۔ پس اُنہوں نے افواجِ قسطنطنیہ کو ردیف پاشا سپہ سالار افواجِ قسطنطنیہ
کی طرف سے احکامات بھجوا دیے کہ کوئی سامان بری و بحری راستوں سے اِدھر
اُدھر نہ ہونے پائے۔ بحری بیڑہ وزیر بحری کے ماتحت تھا اُسکو بھی احکامات
دیے گئے کہ محل سلطانی سے سمندر کا راستہ منقطع کر دیا جائے۔

جب یہ تمام کام ترتیب پا گیا تو عونی پاشا مع سلیمان پاشا فیلڈ مارشل
کے پرنس مراد کے محل کی طرف چلے گو شہزادہ مراد کو ان تمام معاملات کا
علم تھا مگر اُنہیں یہ خبر نہ تھی کہ یہ معاملہ کب عمل میں آئیگا۔ جب سلیمان پاشا
نے اُن سے ملکر کہا کہ آپ کے سلطان ہونے اور عبدالعزیز کے معزول ہونے
کا وقت آ گیا اور عونی پاشا محل کے دروازہ پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔
یہ سنکر اُنہیں فریب اور دھوکے کا گمان ہوا باوجود اسکے پرنس مذکور نے

تحقیق حالات کیلیے جلدی نہ کی اور اُن کے ساتھ وزارت جنگ کے میدان میں چلے آئے۔

اب ان سب امور کے بعد ایک اہم کام باقی تھا جس کے انجام دیے بغیر سارے کام بیکار رہتے تھے اور وہ سلطان عبدالعزیز کو اُن کے معزول ہونے کی اطلاع دینا تھا چنانچہ سلیمان پاشا اور عونی پاشا محل سلطان طولمہ باغچہ کی طرف گئے۔ حاجب اور دربانوں وغیرہ نے اس وقت سلطان تک پہنچانے میں اعتراض کیا۔ مگر ان صاحبان نے ایک اہم اور ضروری کام کے لیے ملاقات کرنیکی فوری ضرورت بتلائی تو وہ اُنکو سلطان کے پاس لیگئے سلیمان پاشا نے سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی۔ اور اُن کے معزول ہونے کا فتوےٰ سنایا جس پر سلطان عبدالعزیز سلیمان پاشا پر انتہائی طور پر بلند و پر شور آواز کے ساتھ ناراض ہوئے لیکن تھوڑی دیر بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ جنگی جہازوں سے توپوں کے سر ہونے کی آواز سنائی دی۔ تب (سلطان) عبدالعزیز کو یقینی طور پر علم ہوا کہ وہ سلطان نہیں رہے اور تمام واقعات طے شدہ کی حقیقت اور اپنی نوعیت اُنپر واضح ہوگئی۔ اُنھوں نے خود کو سلیمان پاشا کے سپرد کر دیا۔ سلیمان پاشا نے اُن سے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ میں آپکو محل طولمہ باغچہ سے منتقل کر کے محل طوپ قپو میں قیام کرنے کی تکلیف دوں۔

شہزادہ مراد کو سلطان بنانے کے بعد وزارت کے سابقہ ارکین ہی وزارت کیلیے منتخب کیے گئے مگر ساتھ ہی دفتر وزارت میں نامق کمال بک اور ابوالضیاء بک جیسے آزاد خیال، حریت و جمہوریت کے دلدادہ اشخاص کا اضافہ کر دیا گیا جنکی موجودگی میں مفسدوں کی ریشہ دوانیوں سے وزارت کا گروہ مامون ہوگیا۔

یہ ظاہر ہے کہ ان تمام حریت پسند اصحاب نے یہ جو کچھ تدبیریں کی تھیں سلطان

عبدالعزیز کو معزول کیا اور پرنس مراد کو تخت نشین کیا وہ صرف اس لیے کہ دولت عثمانیہ میں دستوری جمہوری حکومت قائم ہو جائے۔ چنانچہ سلطان سے اس قسم کے مواعید و مواثیق کر لیے گئے تھے اور یقیناً احرارِ دولتِ عثمانیہ کی امیدیں پوری ہونے کے قریب تھیں مگر اس دورِ موجودہ میں چند واقعات و حادثات پیش آ گئے جس سے ایک طویل توقف ہو گیا اور یہ اس لیے بھی ہوا کہ عونی پاشا نے سلطان مراد کو اُسی رات دیکھا کہ وہ پریشان تھے اور اُن کے اعصاب پر ایک خاص اثر تھا اور اُس بیعت سلطانی کے بعد جب وہ اپنے محل طولمہ باغچہ کو تشریف لیے جا رہے تھے تو اُن کے اعصاب میں تشنج کی زیادتی ہو گئی تھی اور اس لیے مدحت پاشا کو تقریباً تین دن اور تین رات اُن کے ساتھ رہنا پڑا۔ مدحت پاشا نے اچھے اچھے اطبا اور ڈاکٹروں سے علاج معالجہ میں مشورہ کیا۔ اس دوران میں دو اہم حادثے پیش آ گئے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات

عبدالعزیز سلطانِ معزول نے اپنی معزولی کے بعد محل طوپ قپو میں پانچ دن قیام کیا تھا کہ ۵ جون ۱۸۷۶ء کی صبح کو اُنھوں نے اپنے خاص خادم فخری بک سے قینچی طلب کی اور کہا کہ میں اپنی داڑھی اور ناخن تراشوں گا اُنھوں نے اُس کے دینے میں کچھ تردد کیا۔ پھر اُنھوں نے اپنی والدہ سلطانہ سے کہا۔ اُنھوں نے فخری بک سے کہدیا کہ انہیں قینچی دیدی جائے۔ اُس کے بعد اُن کے کمرہ میں جانے والی عورتوں میں ایک دو عورتیں پہنچیں تو دیکھا کہ عبدالعزیز کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پیٹھ پھری ہے اور سر کا سامنے کا حصہ زخمی ہے۔ اُنھوں نے کوشش کی کہ جلد دروازہ کھولیں مگر وہ نہ کھول سکیں۔ بالآخر جلد سے جلد اُنھوں نے اُن کی والدہ کو اطلاع

دی والدہ سلطانہ نے آکر حکم دیا کہ دروازہ کو توڑا جائے۔ چنانچہ دروازہ توڑ کر داخل ہوئیں۔ دیکھا کہ سلطان عبدالعزیز مردہ ہیں اور اُن کے جسم سے خون بہہ رہا ہے فوری طور پر اطباء اور ڈاکٹر طلب کیے گئے جنہوں نے اُن کو مردہ بتلایا۔ وزراء نے آنے والے نتائج کا احساس کرکے فوراً ۱۷ ماہرین اطباء کا ایک جلسہ کیا جس میں اُنہوں نے بالاتفاق اُن کی موت کا سبب خودکشی ظاہر کیا اور سب نے ایک سارٹیفکٹ کے طور پر ۷ جون ۱۸۷۶ء کو اپنا فیصلہ اس حادثہ کے متعلق دے دیا عبدالعزیز مرحوم بعد غسل مقام سلطان محمود میں دفن کیے گئے۔ اس واقعہ نے سلطان مراد کے اعصاب پر بہت بڑا اثر کیا۔

"حسن" چرکسی کا واقعہ

سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد "حسن" چرکسی کا واقعہ پیش آیا۔ "حسن" چرکسی سلطان عبدالعزیز کا ایڈی کانگ تھا۔ عونی پاشا نے بعض فوجی ضرورتوں کیلیے ارادہ کیا کہ اس کو قسطنطنیہ سے جُدا کر دیا جائے۔ پس اُسے حکم دیا کہ وہ بغداد جاکر اپنے لشکر میں شامل ہو جائے۔ لیکن اُس نے بغداد جانے سے انکار کر دیا اور عونی پاشا وزیر جنگ پر یہ اتہام لگانے لگا کہ سلطان عبدالعزیز معزول کو عونی پاشا نے قتل کرایا ہے اور یہ اتہام بالکل ویسا ہی غلط تھا جیسا کہ اُن پر سلطان عبدالعزیز کے معزول کرانے کا مشہور کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ عبدالعزیز کی معزولی ملکی ضرورتوں اور عام خواہش کے مطابق عمل میں آئی اور اُن کی موت خودکشی کی وجہ سے ہوئی تھی جس کی تصدیق ۱۷ ڈاکٹر اور طبیب اُن کی وفات کے بعد ہی کر چکے تھے۔ پس عونی پاشا نے "حسن" چرکسی کی حکم عدولی اور اس قسم کی سرکشی کو دیکھکر اُسے گرفتار کرا لیا اور جیلخانہ بھیجدیا "حسن" چرکسی کو جیلخانہ میں پہنچے ہوئے دو روز ہی گزرے تھے کہ اُس نے عونی پاشا کی خدمت

میں یہ کہلا کر بھیجا کہ میں آپ کے احکامات کی اطاعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور بغداد چلا جاؤں گا لیکن مجھے قسطنطنیہ میں چند روز قیام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ میں بغداد جانے کے لیے سامان سفر مہیا کروں۔ عونی پاشا نے اُس کی اس درخواست کو منظور کر لیا اور ۱۵ جون ۱۸۷۶ء اُس کے بغداد جانے کے لیے مقرر کر دی۔ اس تاریخ مقررہ پر حسن چرکسی عونی پاشا کے مکان پر گیا اور منت التجا کی کہ میں اُن سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ عونی پاشا کے ملازمین وغیرہ نے اُس سے کہا کہ وہ اس وقت مدحت پاشا کے مکان پر بغرض مشورہ تشریف لے گئے ہیں۔ کیونکہ وہاں تمام وزراء دولت عثمانیہ جمع ہیں۔ چنانچہ حسن چرکسی استانبول (قسطنطنیہ) گیا اور ایک ہوٹل میں جا کر کھانا کھایا شراب پی، پھر مدحت پاشا کے مکان طوخان تاش میں پہنچا۔ رات کے دس بج چکے تھے وزراء سلطنت جن کی تعداد دس تھی سب کے سب جمع تھے۔ شریف مکہ بھی اُن کے پاس موجود تھے اور جلسۂ شورے کا افتتاح ہو چکا تھا۔

حسن چرکسی مدحت پاشا کے مکان میں اس آزادی کے ساتھ داخل ہوا جیسا کہ صاحب مکان اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے۔ محافظین مکان نے دریافت کیا کہ تم یہاں کس لیے آئے ہو اس نے جواب میں کہا کہ میں کل بغداد جا رہا ہوں۔ اور مجھے اپنا سفر شروع کرنے سے پیشتر چند ضروری امور میں عونی پاشا وزیر جنگ سے عرض معروض کرنا ہے۔ محافظین نے جواب دیا کہ اس وقت جلسہ ہو رہا ہے اور ختم جلسہ کے اختتام ہی کے بعد ملاقات کا موقع میسر آسکتا ہے حسن چرکسی بیٹھ گیا۔ لیکن محافظین کی آنکھ بچتے ہی وہ جلسہ گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ جب مدحت پاشا کے ملازم نے جلسہ کے ہال میں داخل ہونے سے منع کیا اور عونی پاشا کے خادم کو آواز دی کہ وہ اس چرکسی کی شکایت اپنے آقا سے کر دے۔ چنانچہ وہ مکان کی بالائی منزل پر جہاں جلسہ ہو رہا تھا چڑھا اور پیچھے پیچھے حسن چرکسی بھی گیا اور اجازت کا انتظار کیے بغیر

اندر پہنچکر فوجی سلام کیا اور عونی پاشا کو نہایت سختی کے ساتھ اپنی طرف مخاطب کر کے کہا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹو یہ کہکر گولی چلائی جو اُنکے سینہ کو چیرتی ہوئی نکل گئی اس وحشت ناک منظر کو دیکھکر دوسرے وزراء قریب کے دوسرے کمرے میں چلے گئے مگر وزیر بحری وہیں مقیم رہے۔ تاکہ اُسے گرفتار کریں مگر حسن چرکسی نے انہیں بھی۔ زخمی کر دیا۔ ہاتھ میں اور بازو میں کئی زخم آئے۔ عونی پاشا میں زندگی کے کچھ آثار پائے جارہے تھے کہ حسن چرکسی نے اُن کے چند کاری زخم اور لگائے اور پھر صدر اعظم کی طرف مخاطب ہوا جو دوسرے کمرے میں موجود تھے، کہنے لگا کہ "میں آپ کو یا کسی اور کو نقصان نہیں پہنچاؤنگا" مگر کسی نے اُسے جواب نہیں دیا اور نہ دروازہ کھولا۔ پس وہ نا امید ہو کر چلنے لگا۔ ناگاہ مدحت پاشا کے خادم احمد آغا نے پشت کی طرف گردن پر ایک کاری زخم لگایا جس پر حسن چرکسی نے روالور چلایا جس کی گولی اُس کی آنکھ پر لگی اور وہ فوراً مر گیا۔ اِسی طرح بندوق کا فیر وزیر خارجیہ پر کیا۔ یہ معرکہ آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ جس کے بعد ایک جماعت نے اُسے گرفتار کر لیا۔ عدالت میں اُس نے اعتراف کیا کہ میں نے عونی پاشا سے انتقام لینے کے لیے یہ کارروائی کی اور اُسے افسوس تھا کہ میرے ہاتھوں رشید پاشا وزیر خارجیہ کیوں مارے گئے۔ پس عدالت نے اُسے پھانسی کا حکم دیا مگر وہ اُن زخموں کی وجہ سے جو معرکہ کی رات کو لگے تھے پھانسی دیے جانے سے قبل ہی مر گیا۔"

سلطان مُراد کی معزولی و سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی

جب اس حادثہ کی اطلاع سلطان مراد کو پہنچی اُنکے حواس عقلیہ پر اس کا بہت بُرا اثر پڑا۔ باوجودیکہ طبیب اور ڈاکٹر اُن کی صحت کی قریب امید لگا رہے تھے۔ مگر اسکے بعد سے اُن کی صحت برابر خراب ہوتی گئی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے لوگوں کے قلوب

میں یہ سوال پیدا ہونے لگا کہ آیا سلطان مراد کی صحت و تندرستی کا انتظار کیا جائے یا اُن کو بھی معزول کرکے پرنس عبدالحمید کو تخت نشین کر دیا جائے۔ دولت عثمانیہ کے سیاسی لوگ اس معاملہ میں دو گروہوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک اس بات کا خواہشمند تھا کہ سلطان مراد کو عثمانی تخت پر برقرار رکھا جائے اور اُن کی صحت و تندرستی کا انتظار کیا جائے۔ اس گروہ میں صدر اعظم محمد رشدی پاشا اور مدحت پاشا اور بہت سے اُن کے ہمخیال شامل تھے۔ اور دوسرے گروہ کا خیال یہ تھا کہ سلطان مراد کو معزول کر دیا جائے۔ اور اُن کی جگہ اُن شہزادگان میں سے کوئی شہزادہ تخت نشین کیا جائے جو سلطان مراد کے بعد تخت نشینی کا مستحق ہو۔ اس گروہ کے لیڈر داماد محمود جلال الدین پاشا (جو سلطان مراد کے خسر تھے) اور ردیف پاشا (جو قسطنطنیہ کی افواج کے فیلڈ مارشل تھے) اُن کے علاوہ وہ فوجی افسر جو اس دور کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور خواہشمند تھے کہ وہی پرانا طرز حکومت اختیار کیا جائے۔ اور چونکہ یہ دستوری حکومت اُن کی فضول ولایعنی خواہشوں کو پورا کرنے میں ممد و معاون نہ ہوتی تھی۔ اس لیے وہ اس آخری گروہ میں داخل ہو گئے باوجودیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ قوم اور حکومت کیا چیز ہے۔ داماد جلال الدین پاشا مذکور ایک بے علم اور ذاتی فوائد کو مقدم رکھنے والا شخص تھا اور موجودہ اصلاحات کو خود غرضی کی وجہ سے ناپسند کرتا تھا۔ پس ان سب لوگوں نے ملکر سلطان مراد کو بوجہ اُن کے علیل ہونے کے معزول کرنے اور پرنس عبدالحمید کو تخت نشین کرنے کے لیے بہت کچھ جد وجہد کی اور کوشش کی کہ دیگر سفراء دول اور علمائے قسطنطنیہ اس معاملہ میں مداخلت کریں انہی لوگوں نے عوام الناس میں مدحت پاشا اور رشدی پاشا کی طرف سے بدظنی پھیلانے کے لیے یہ شہرت دی کہ سلطان مراد دولت عثمانیہ کے سلطان یا خلیفۃ المسلمین نہیں ہیں بلکہ درحقیقت مدحت پاشا اور رشدی پاشا ہیں۔ اور سلطان مراد کی علالت سے

اُن کو بادشاہت کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ پس اس طرح اُنہوں نے سلطان مُراد کے معزول کرنے کی تدابیر مکمل کرلیں۔ لیکن مدحت پاشا اور اُن کے رفقاء نے طے کیا کہ اگر آئندہ ہونے والے سلطان بھی مبایعت سے قبل دستوری حکومت اور ملکی اصلاح کا وعدہ کریں تو اُن کو ہی سلطان بنادیا جاے۔ مدحت پاشا بنفس نفیس "موصلواغلو" جہاں کہ پرنس عبدالحمید آفندی رہتے تھے تشریف لیجائیں تاکہ پرنس عبدالحمید آفندی سے دستوری حکومت اور ملکی اصلاح کے متعلق مشورہ کریں اور اگر وہ اس سے انکار کریں تو اُن کے بھائی پرنس رشاد آفندی سے مشورہ کریں۔ چنانچہ مدحت پاشا پرنس عبدالحمید آفندی کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کی بی بی پرنس رشاد آفندی کے پاس گئیں جو شرائط کہ اُن کے سامنے پیش کرنی تھیں وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) دستوری حکومت کا اعلان فی الفور کیا جاے۔

(۲) سلطان دولتِ عثمانیہ کے معاملات میں صرف منتخب شدہ وزراہی سے مشورہ کرسکیں گے۔

(۳) ضیاء بک اور نامق کمال بک سلطان کے خاص سکریٹری ہونگے اور سعداللہ بک چیف سکریٹری ہونگے۔

پرنس عبدالحمید نے ان تمام مطالبات کو برضاء و رغبت قبول و منظور کرلیا اور وعدہ کیا کہ دستوری طرزِ حکومت کو اُس سے زیادہ وسیع کیا جائیگا جس قدر کہ مطالبہ کیا جارہا ہے۔ پس مدحت پاشا استانبول (قسطنطنیہ) لوٹ آئے اور وزراء کو پرنس عبدالحمید کی ملاقات کے نتیجہ سے مطلع کیا۔ اور طے کرلیا کہ سلطان مُراد کو معزول کرکے پرنس عبدالحمید کو تخت نشین کیا جاے۔ لیکن یہ معزولی بغیر فتوئے شیخ الاسلام کے نہیں ہوسکتی تھی۔ اسلیے خیراللہ آفندی شیخ الاسلام

سے ایک فتوئے معزولی سلطان مُراد کا حاصل کیا گیا۔ پس سلطان مراد معزول
کیے گئے اور یکم ستمبر ۱۸۷۶ء کو پرنس عبدالحمید تخت خلافت اسلامیہ عثمانیہ پر
بٹھا دیے گئے۔

سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی کا دربار

عثمانی تخت پر سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی یکم ستمبر ۱۸۷۶ء کو عمل میں آئی
اس دن ایک عظیم الشان دربار محل طولمہ باغچہ میں منعقد ہوا جس میں تمام
وزراء حکومت، سفراء دولِ یورپ اور اعیانِ سلطنت وغیرہ وغیرہ شریک تھے
جب سب لوگ سلطانی بیعت کر چکے تو سلطان عبدالحمید نے سب کو مخاطب کر کے
فرمایا کہ:۔

"میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔ میری
خواہش صرف یہ ہے کہ میری مملکت ترقی کرے اور رعایا کو راحت و آرام حاصل
ہو اور قریب ہے کہ آپ میرے اس طرزِ عمل کو ملاحظہ فرمائیں گے جو میں دولتِ
عثمانیہ کی اصلاح کے متعلق اختیار کرونگا۔ پس رعایا کا فرض ہے کہ وہ اپنا
فرض ادا کرے اور میں اپنا فرض ادا کروں"

وزراء کے ایک جلسہ میں سلطانِ ممدوح نے وزراء کو اتفاق و اتحاد کے
ساتھ کام کرنے کے لیے برانگیختہ کیا۔ تین دن کے بعد سلطان نے ایک جلسہ کیا جس
میں حسب دستور سلاطینِ ترکی جامع ایوب میں سلطان عثمان کی تلوار زیب کمر
کرنے کی رسم ادا کی اور وہاں سے واپس آکر محل طوپ قپو میں نبی کریم حضرت محمد مصطفٰے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عباء مبارک پہنا اور علم نبوی اُن کے سپرد کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس وقت رشدی پاشا صدر اعظم طولما باغچہ میں سلطان عبدالحمید
کو پہنچا کر واپس ہوئے ہیں کہتے تھے کہ "ہم نے سلطان مُراد کو معزول کرنے میں

جلدی کی۔ خدا ایسا نہ کرے کہ ہمیں ندامت اُٹھانی پڑے۔

جو پہلا کام سلطنت کا سلطان عبدالحمید نے کیا وہ داماد محمود جلال الدین پاشا کو سپہ سالار افواج مقرر کرنا تھا۔ اور پھر سعید پاشا کو جن کی والدہ انگریزی تھیں، ایڈی کانگس کی جماعت کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ ان تقررات پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ یہ تقرر سلطان کے ہاتھ میں تھا۔ اور نہ مدحت پاشا نے ان تقررات کو کوئی اہمیت دی حالانکہ ایڈی کانگس کی جماعت کے افسر اعلیٰ کا تقرب اور اثر بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ اُس کا اثر صدر اعظم کے اثر سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ یہ ظاہر بات ہے کہ مدحت پاشا وغیرہ کو سلطان مراد کے معزول کرنے اور دوسرے امور میں جس قدر آسانیاں پیدا ہوئیں وہ عونی پاشا وزیر جنگ اور مابین ہمایونی کی جماعت کی بدولت حاصل ہوئی تھیں پس ضرورت تھی کہ ان عہدوں کے تقرر کی انتہائی مخالفت کی جاتی یا سب سے بہتر اور مناسب بات یہ تھی کہ جس وقت مدحت پاشا نے سلطان عبدالحمید کی مبایعت سے قبل جو شرائط طے کی تھیں اور ضیا بک و کمال بک کو سکرٹری مقرر کرنا قبول و منظور کرا لیا تھا۔ اسی طرح طے کر لیا جاتا کہ فلاں صاحب سپہ سالار اعظم مقرر کیے جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شرائط اگر طے بھی ہو جاتیں تو کچھ فائدہ نہ تھا کیونکہ جب مدحت پاشا نے بیعت سلطانی کے بعد سلطان عبدالحمید سے ملاقات کی تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے چیف سکرٹری سعید پاشا کو مقرر کر دیا ہے۔ سعید پاشا محمود ندیم پاشا کی جماعت کے ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس سے قبل آ چکا ہے۔ حالانکہ سلطان نے چیف سکرٹری کا عہدہ سعد اللہ بک گروہ احرار کے ایک اچھے ممبر تھے مدحت پاشا نے اُس تقرر سلطانی کے خلاف اعتراض کیا لیکن سلطان پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اس طرح عمال حکومت میں مستبدین کا اثر غالب ہوتا رہا اور ان استبدادیوں نے تمام مملکت میں ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور بدہی

صورت پیش آنے لگی جن کے دور کرنے کی کل تک کوششیں کیجارہی تھیں تھوڑے عرصہ میں لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ سلطان ہی ایسا طرزِ عمل اختیار کررہے ہیں جو عثمانی احرار کی اُمیدوں کو پامال کرنے والا ہے۔ سلطان عبدالحمید جانتے تھے کہ اس عثمانی گروہ احرار کے اعلیٰ رکن مدحت پاشا ہیں۔ اُن کی خواہش تھی کہ سب سے پہلے ان سے راستہ صاف کیا جائے اور اسی مسئلہ کو صاف کرنے کے لئے جو ذرائع ضروری سمجھے وہ سب اُنکے ہاتھ میں تھے کیونکہ اُنہیں فوج سے کوئی خوف نہ تھا فوج اُن کے قبضہ میں تھی اور سپہ سالار اُنکے احکامات کا منتظر لیکن وہ نہیں چاہتے تھے کہ معاملات کی نوعیت خراب ہوجائے پس اُنھوں نے میدانِ سیاست میں بازی لیجانی چاہی صدارت عظمیٰ پر اعتراضات شروع کردیئے۔ پہل اس طرح ہوئی کہ ایک فرمان جسے مدحت پاشا نے ترتیب دیا تھا اور جس میں دستوری حکومت کی اہم دفعات مندرج تھیں۔ جب سلطان کے سامنے پیش ہوا تو اُنھوں نے اکثر ضروری دفعات کو حذف کردیا لیکن مدحت پاشا نے اِسے بھی اس اُمید پر قبول کرلیا کہ اعلان دستور اور اجتماع پارلیمنٹ تمام کمیوں کو پورا کردیگا۔

قانونِ اساسی کی دفعہ ۱۱۳ میں اضافہ

باوجود ان تمام مشکلات کے جو مدحت پاشا کو جمہوری حکومت کے قیام میں پیش آرہی تھیں مدحت پاشا شب و روز اسی فکر میں مشغول رہتے تھے ۔ ۲۳ ۔ نومبر ۱۸۷۶ء کا واقعہ ہے کہ مدحت پاشا کے نام سلطان عبدالحمید کا ایک خط آیا جو خود آں ممدوح کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس میں اُنھوں نے اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ عثمانی پبلک کی آسانی اور اُس کے فوائد کو پیش نظر رکھکر عثمانی حکومت کو دستوری نظام کے ساتھ ترتیب دینا ضروری ہے۔ لکھا تھا کہ وہ دستوری حکومت کے نظام میں سلطانی حقوق

کو بھی محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اُن کی خواہش ہے کہ قانونِ اساسی کو مجلس وزرا میں بغرض تنقیح پیش کیا جائے۔ سلطان کے اس خط کا جواب دیتے ہوئے مدحت پاشا نے تحریر کیا کہ ممکن ہے کہ اس قانونِ اساسی کو مجلسِ وزرا میں پیش کرنے کی ضرورت ہو لیکن اس کارروائی کے لئے ایک مدت درکار ہو گی اور دولتِ عثمانیہ کی موجودہ حالت اس طوالت کی اجازت نہیں دیتی۔ کیونکہ اعلانِ دستور میں جس قدر تاخیر ہوتی جاتی ہے دولتِ عثمانیہ کی مشکلات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور ان مشکلات کا اقتضاء ہے کہ ٹرکی میں دستوری حکومت کے قیام میں جلدی سے کام لیا جائے تاکہ ملک میں اصلاح ہو اور اُن دُول یورپ کو بھی اطمینان ہو جائے جنہوں نے دولتِ عثمانیہ کو ان مشکلات میں دیکھ کر اپنی ایک کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد کرنے کی تہدید دولتِ عثمانیہ کو کی ہے۔ پس ہمارے لئے دو ہی صورتیں ہیں یا تو ہم اس کانفرنس کے انعقاد سے قبل قانونِ اساسی کا اعلان کر کے اپنی مملکت میں اصلاحات رائج کر دیں۔ پس اس طرح دولِ یورپ کو ہمارے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرنے اور کسی کانفرنس کے انعقاد کی معقول وجہ اور دلیل باقی نہیں رہیگی۔ یا اگر ہم اس کے اعلان میں تاخیر سے کام لیں گے تو یوروپی کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد ہو گی اور یقیناً ایسے عہدہ داروں کا تقرر عمل میں آئیگا جو ہمارے طرزِ عمل کی نگرانی کر کے دولِ یورپ کو رپورٹ کیا کرینگے۔ اور اگر پارلیمنٹ کا انعقاد عمل میں آیا تو ہمارے لئے دولِ یورپ کے مشورات میں مداخلت کرنے کی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہ ہو گی۔

جب اہلکاران مابین ہمایونی نے مدحت پاشا کے دلائل کو مسئلہ مذکور میں اس قدر مضبوط پایا تو انہوں نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا اور وہ یہ تھا کہ انہوں نے اعلانِ حکومت دستوری میں جلدی کرنے میں مدحت پاشا کی رائے سے

اتفاق کرلیا۔ لیکن اُنھوں نے ایک شرط یہ پیش کی کہ قانونِ اساسی کی دفعہ ۱۱۳ میں (جو بعض صوبجات میں تمردی اور فتنہ وفساد کے متعلق تھی) کچھ اضافہ کیا جائے اِس دفعہ میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت کو حق حاصل ہوگا کہ صوبجات میں بدامنی وفتنہ وفسادات کے وقت ایک خاص مدت کے لئے جنگی قوانین نافذ کرکے موجودہ قوانین اور نظام کو معطل کردے" اُنھوں نے خواہش کی کہ اِن الفاظ کے ساتھ یہ جملہ اور زیادہ کیا جائے کہ جس شخص یا اشخاص کے متعلق باضابطہ تحقیقات سے ثابت ہوجائے کہ اُنکی وجہ سے مملکت میں بدامنی رونما ہوئی ہے تو سلطان المعظم کو تنہا حق حاصل ہوگا کہ وہ اُن کو ممالک محروسہ عثمانیہ سے خارج کردیں" مدحت پاشا نے اِس اضافہ کو بطیبِ خاطر منظور کرلیا تاکہ کام جلد شروع ہوجائے اور اُنھوں نے سمجھ لیا کہ یہ دفعہ صوبجات سے متعلق ہے پس یہ اضافہ بھی صوبجات سے ہی تعلق رکھے گا۔ اُن کے خیال میں بھی یہ بات نہ آئی کہ دفعہ ۱۱۳ کا یہ اضافہ سب سے پہلے اُنہیں ہی خارج البلد کرانے والا ثابت ہوگا کیونکہ اُنھوں نے اِس قسم کی احتیاطیں قانونِ اساسی کی دفعہ ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ میں مناسب طریقہ پر کرلی تھیں جن کا منشاء یہ تھا کہ سفراء اور وزراء اُسی وقت معزول کئے جائیں گے جبکہ اُن کا معاملہ خاص محاکمہ کے ساتھ اُن مجالس میں طے کیا جائے جو اس مسئلہ کے طے کرنے کے لئے مقرر ہوں۔ سلطان کو اُنہیں معزول کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

قانونِ اساسی کا اعلان

سلطان عبدالحمید نے مدحت پاشا کی ترقی وتقرب کا کوئی خاص لحاظ نہیں فرمایا اور نہ وہ خود اِس کے خواہشمند تھے۔ لیکن جب ۱۹۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو رشدی پاشا صدر اعظم نے اپنے بڑھاپے کی وجہ سے صدارتِ عظمیٰ سے استعفیٰ دیا تب قلمدانِ وزارت

مدحت پاشا کے سپرد ہوا۔ کرسی صدارت پر متمکن ہو کر مدحت پاشا نے امور سلطنت میں
پہلا کام یہی شروع کیا کہ دولتِ عثمانیہ میں نظامِ دستوری کا اعلان ہو جائے،
پارلیمنٹ ترتیب پا جائے۔ تاکہ دولِ یورپ کے وہ خیالات جو دولتِ عثمانیہ کی
نسبت ہیں بدل جائیں۔ گو وہ ابتدائی مشکلات سب حل کر چکے تھے پھر بھی اس
سلسلہ میں انہیں اور زیادہ مشکلات برداشت کرنا پڑیں۔ اولین مشکل چند خوشامد
پسند اشخاص کو ہموار کرنے کی تھی جس کے سرگروہ جودت پاشا وزیر عدلیہ تھے
ڈیلی گیٹس کا پہلا جلسہ داماد محمود پاشا کے مکان پر منعقد ہوا جس میں جودت پاشا
نے تحریک پیش کی کہ اعلان دستور کو ایک نامعلوم مدت تک ملتوی کر دیا جائے
کیونکہ عنانِ حکومت سلطان عبدالحمید جیسے مدبر بادشاہ کے ہاتھ میں ہے جن کے ہوتے
ہوئے کسی نظامِ جمہوریت کی حاجت باقی نہیں رہی ہے۔

اس تحریک کی مدحت پاشا نے سختی کے ساتھ مخالفت کی اور واضح طور پر وہ
وجوہ تبلائے جن کی بنا پر دولتِ عثمانیہ کے لئے دستوری حکومت کا ہونا ضروری ہے
مدحت پاشا کی اس مفصل تقریر نے خاص اثر پیدا کیا اور اگر اب سے پہلے ملک میں اس
قسم کے خیالات عمدگی کے ساتھ پھیلائے جاتے تو مدحت پاشا کے اصلاحی مقاصد
اسی وقت حاصل ہو جاتے۔ سلطان عبدالحمید کے مخصوص اشخاص اور مدحت پاشا
میں اختلاف صرف دولتِ عثمانیہ میں جمہوری حکومت کے قیام ہی پر نہ تھا بلکہ
یہ لوگ چند اور امور میں بھی مختلف الرائے تھے۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا
کہ دولتِ عثمانیہ کے صوبجات میں مسیحی گورنر نہ مقرر کئے جائیں اور کوئی غیر مسلم
مدارس حربیہ میں داخل نہ کیا جائے۔ مدحت پاشا کا خیال یہ تھا کہ اگر بعض صوبجات
میں مسیحی گورنر مقرر کر دئے جائیں گے تو وہ دول یورپ جن کی ایک کانفرنس
عنقریب قسطنطنیہ میں منعقد ہونے والی ہے دولت عثمانیہ کے طرز عمل کو دیکھ کر

مطمئن ہوجائیگی۔ اور یہ مسئلہ اُن کے لئے ایک مناسب دلیل ہوجائیگا کہ دولت عثمانیہ
اپنے اندر اصلاحات رائج کر رہی ہے گو مدحت پاشا کی یہ خواہش درحقیقت دولتِ
عثمانیہ کے لئے مفید نہ تھی اور نہ اُن حکومتوں کے طرزِ عمل کے موافق تھی جو صدیوں
سے غیر اقوام پر حکومت کر رہی ہیں۔ پھر بھی اُنہوں نے اپنے صوبجات میں گورنری
کا عہدہ باشندگان کو نہیں دیا ہے لیکن اُن کے اِس خیال سے صاف طور پر
واضح ہوتا ہے کہ وہ کس قدر صاف دل اور تعصب سے دور تھے۔ باوجودیکہ
مسیحی اقوام دولتِ عثمانیہ کو پریشان کرنے میں ساعی رہتی تھیں تاہم مدحت پاشا
جیسا ملک و ملت پرست اُن کے ساتھ ایسی مراعات کرنے کا خواہشمند تھا جو دوسری
گورنمنٹیں باایںہمہ کہ وہ اپنی ماتحت رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی مدعی ہیں اپنی
وفادار رعایا کے ساتھ اُن مراعات کا ادنیٰ پہلو بھی اختیار نہیں کر سکی ہیں۔ بہر
حال مدحت پاشا کی اِس رائے کو قبول کرتے ہوئے سلطان عبدالحمید نے فرمایا کہ
"باوجودیکہ میں نہیں جانتا کہ اِن تغیرات خاصہ کے نتائج کے متعلق جو اعلان دستور
اور مسیحی گورنروں کے تقرر سے پیدا ہونگے عام مسلمانوں کی کیا رائے ہے۔ مسیحی گورنر
مقرر کئے جائیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ بہتری کی اُمید میں کام کرتے
ہیں مگر اُن کے نتائج اچھے نہیں ہوتے" چنانچہ اِس اجتماع میں تمام معاملات طے ہوگئے
اور فوری طور پر اِس جلسہ کے بعد ہی دستوری حکومت کے اعلان اور ممبران پارلیمنٹ
کے انتخاب کا کام شروع کر دیا گیا۔

مدحت پاشا نے ۱۹۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو قلمدانِ وزارت اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور ایک
ہفتہ کے اختتام ہی پر یعنی ۲۳۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو دستوری حکومت کا اعلان سرکاری
طور پر کرا دیا۔ اِس اعلان کے لئے خاص اہتمام کے ساتھ ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں
تمام وزرا سلطنت امراء و روساء اور علماء وغیرہ جمع تھے۔ سعید پاشا چیف سکرٹری نے

فرمان سلطانی بابت قیام دستوری حکومت پڑھا۔ اور قانونِ اساسی کی کاپیاں مدحت پاشا کے سپرد کر دیں۔ جو حاضرین میں اسی وقت تقسیم کر دی گئیں۔ اس رسم کے بعد مدحت پاشا نے ایک با موقع اور مناسب تقریر کی جس میں دستوری حکومت اور اس کے قانون کو نہایت شکر و امتنان کے ساتھ قبول کرنیکا تذکرہ تھا مفتی اعظم نے درود وغیرہ پڑھے جس کے بعد ہی توپوں کے سو فیر ہوئے جس سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ دستوری حکومت کا اعلان ہو گیا۔ خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام اور دیگر علماء، رؤسا و امراء و وزراء دولتِ عثمانیہ نے مدحت پاشا کو ان کی کامیابی پر مبارکباد دی اور "سلطان و مدحت زندہ باد" کے نعرے بلند کئے گئے۔ صوبجات کے گورنران نے مبارکبادی کے تار ارسال کئے۔ غرضکہ ہر جگہ خوشی کے آثار ہویدا تھے مگر محل بشکطاش (قیام گاہ سلطان عبدالحمید) میں مسرت مفقود تھی۔ کیونکہ خود سلطان اس تمام کارروائی کو تذبذب کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے

اس اجتماع کے بعد مدحت پاشا پٹریارک روما کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے یہ واقعہ تاریخ عثمانی میں سب سے پہلا تھا کہ صدر اعظم دولتِ عثمانیہ پٹریارک روم سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مدحت پاشا کا اس ملاقات سے یہ منشاء تھا کہ دول یورپ کے ذہن نشین کرا دیں کہ اس دستوری حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھی شرکت کر رہے ہیں۔

قسطنطنیہ کی کانفرنس

یہ بھی عجیب اتفاق تھا کہ جس تاریخ یعنی ۲۳۔ دسمبر ۱۸۷۶ء دستوری حکومت کا اعلان ہوا وہی تاریخ دولِ یورپ نے اپنی قسطنطنیوی کانفرنس کے لئے مقرر کی تھی جس میں دول یورپ کے نمائندگان دولتِ عثمانیہ کے قائم مقاموں سے دولتِ

عثمانیہ کے یوروپی صوبجات کے سیاسی حالات میں گفتگو کر کے اپنا اطمینان کر لیا تھا۔
تاریخ مذکور پر دولِ یورپ کے نمائندگان اپنی کانفرنس کا اجلاس شروع کرنے کی
طیاری کر رہے تھے کہ ناگاہ توپوں کے سر ہونے کی آواز کانوں میں آئی جو دستوری
حکومت کا اعلان کرنے کی غرض سے سر کی گئی تھیں۔ پس صفوت پاشا وزیر خارجہ
نے جو اِس یوروپی کانفرنس میں دولت عثمانیہ کی طرف سے قائم مقام تھے، یوروپی
نمائندوں سے کہا کہ "یہ جو کچھ آپ سُن رہے ہیں دستوری حکومت کا اعلان ہے جس
کے بعد وہ تمام اصلاحات دولتِ عثمانیہ کے صوبجات میں رائج ہو جائینگی اور یہی
وہ مقصد ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے آپ نے اِس کانفرنس کے انعقاد کی تکلیف
گوارا فرمائی تھی لہذا اب کسی بحث مباحثہ کی حاجت باقی نہیں رہی" تمام نمائندگانِ دولِ
یورپ نے صفوت پاشا کی تقریر کو سُنا اور مبارکباد دی اور خاموش ہو گئے۔ لیکن جنرل
اگناتیف (روسی نمائندہ) نے سلسلۂ کلام شروع کیا اور خواہش کی کہ بلغاریہ کو اندرونی
معاملات میں آزادی دیجائے اور وہاں کا گورنر ایک مسیحی مقرر کیا جائے بہت کچھ بحث
ومباحثہ کے بعد بلغاریہ کی اندرونی آزادی کی تجویز پر اتفاق ہو گیا۔ اِسی طرح بوسینہ
وہرزگوینا کے معاملات پر طویل مباحثہ ہوا بالآخر روسی نمائندہ نے اپنی تجاویز کی ایک
اسکیم باب عالی کے حوالہ کی جس میں اس قسم کی دوسری تجاویز بھی مندرج تھیں۔
دول کی اس یادداشت کو مدحت پاشا نے تمام وزراء و اعیانِ دولتِ عثمانیہ
کے سامنے ایک جلسہ منعقدہ ۱۸ جنوری ۱۸۷۷ء میں پیش کیا جس میں بالاتفاق
طے ہوا کہ دولتِ عثمانیہ بوسینہ وہرزگوینا اور بلغاریہ کے ساتھ صرف اس قدر رعایت
کر سکتی ہے کہ انہیں ایک انتخابی کونسل عطا کرے جس کے ممبران کا انتخاب ایک سال
کے لئے ہو اور اُن ممبران میں نصف مسلمان اور نصف مسیحی ہونگے اور اس سے زیادہ
کوئی رعایت نہیں کیجا سکتی۔ پس دولت عثمانیہ کے اِس فیصلہ کو جس میں جملہ مطالبات

سے انکار تھا اور صرف چند مراعات دینے پر رضامندی کا اظہار کیا گیا تھا۔ ۲۰۔ جنوری ۱۸۷۷ء
کو اجلاس کانفرنس میں تمام دولی نمایندگان کے سامنے صفوت پاشا صدر کانفرنس نے
پیش کر دیا اور جلسہ برخاست ہو گیا۔ اسی دن شام کو نمایندگانِ دول نے صرف اپنے
اراکین کا ایک جلسہ کیا جس میں دولت عثمانیہ کے نمایندے شریک نہ تھے۔ اور سب
نے بالخصوص روسی نمایندے نے باب عالی کو ایک سخت یادداشت تحریر کی اور ۲۳۔
جنوری ۱۸۷۷ء کو تمام قائمقامانِ دول اور سفرا سلطان المعظم سے باریابی حاصل کئے بغیر
روانہ ہو گئے۔ جس کا منشا یہ تھا کہ دول یورپ نے دولت عثمانیہ سے قطع تعلق کر لیا
اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔

دولتِ عثمانیہ اور روس میں جنگ

مدحت پاشا کا اخراج

۲۳۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو مدحت پاشا کی ان تھک کوششوں سے دولتِ عثمانیہ میں
جمہوری حکومت قائم ہو چکی تھی اور اس تاریخ دول یورپ کی کانفرنس بصدارت صفوۃ
پاشا وزیر خارجۂ دولتِ عثمانیہ منعقد ہوئی تھی جس میں دول یورپ کے نمایندگاں نے
ایسے سخت مطالبات پیش کئے تھے جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور جن کو دولتِ عثمانیہ
نے نامنظور کر دیا تھا اور جس کے بعد یورپی نمایندے ۲۳۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو قسطنطنیہ
سے واپس چلے آئے تھے جو اس امر کی دلیل بیان کی جاتی تھی کہ دول یورپ نے دولت
عثمانیہ سے سیاسی تعلقات منقطع کر لئے۔ اس کے بعد دولتِ عثمانیہ اور تمام دول یورپ
میں مختلف نامہ و پیام ہوتے رہے۔ پھر بھی دولتِ عثمانیہ نے دول یورپ کے مطالبات
کو تسلیم نہیں کیا۔ اور بالآخر اپریل ۱۸۷۷ء میں روس نے دولت عثمانیہ سے اعلانِ جنگ
کر دیا اور عظیم الشان جنگ ہوئی اور افواج عثمانیہ نے اپنی بہادری و شجاعت کے وہ جوہر

دکھائے جن پر تمام دنیا متحیر ہوئے بغیر نہ رہ سکی آخرکار یہ عظیم الشان جنگ ایک طویل عہد نامہ پر اختتام کو پہنچی جس پر ۳ مارچ ۱۸۷۸ء کو طرفین کے دستخط ثبت ہوئے۔ اس طویل عہد نامہ کو جس کی ۲۹ دفعات ہیں درج کر دیا جاتا مگر اس کی طوالت اور موجودہ مضمون سے غیر متعلق ہونے کی وجہ سے چھوڑے دیتے ہیں۔ بہرحال اس قدر لکھ دینا ضروری ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے دولتِ عثمانیہ کو سرویا، مانٹی نگرو اور رومانیہ کی آزادی اور استقلال کا اعتراف کرنا پڑا اور رومانیہ کا ایک حصہ روسی تحت میں آیا۔ ادھر ایشیا میں قارص، باطوم، بایزید، ارض روم کی حدود تک روسی حکومت قائم ہوگئی۔

مذکورہ جنگ کی ابتدا ہو رہی تھی ادھر مدحت پاشا ملکی اصلاحات میں مشغول تھے مابین ہمایونی کے لوگ ان کے راستہ میں روڑے اٹکانے کی فکریں کر رہے تھے۔ مدحت پاشا ملکی فوائد اور دول یورپ کے جوش کو فرو کرنے کے لئے مطالبہ کر رہے تھے کہ مسیحی اقوام کو مدارس حربی میں داخل کیا جائے اور محکمۂ مال کو درست کرنے کے لئے ان کی خواہش تھی کہ غالب پاشا وزیر مال کو معزول کیا جائے کیونکہ ان سے اس محکمہ کا کام عمدگی کے ساتھ انجام نہیں پاتا تھا چنانچہ سلطان عبدالحمید نے غالب پاشا کو اپنے عہدہ سے معزول کرنا منظور فرمالیا۔ مگر یہ شرط پیش کی کہ ان کو پارلیمنٹ کا ممبر ضرور بنایا جائے جس کے بعد مدحت پاشا نے خزانہ کے کاغذات طلب کر لئے۔ اب ایک مسئلہ مسیحی اقوام کو فوجی مدارس میں شامل کرنے کا باقی رہ جاتا تھا جس پر بہت کچھ بحث و مباحثہ ہوا لیکن مابین ہمایونی (چیف سکرٹری وغیرہ) نے مدحت پاشا کی اس اصلاحی تجویز میں تعویق ہی ڈالے رکھی۔ بالآخر مدحت پاشا نے سلطان المعظم کی حضور میں ایک خط ارسال کیا جس میں ذرا سخت لب و لہجہ کے ساتھ عرض کیا گیا تھا کہ "میں حضور والا کے احترام کا خاص عقیدتمندی کے ساتھ لحاظ رکھتا ہوں۔ میرا قانونی اور مذہبی فرض ہے کہ میں ان تمام احکامات کی متابعت کروں جو حضور والا صادر فرمائیں اور جن کی نوعیت قوم و ملک کے لئے مفید ہو لیکن اگر

ایسا نہ ہو تو میرا ضمیر مجھ سے یہی کہتا ہے کہ مجھے صرف وہی کرنا چاہیئے جو قوم و ملک کے لئے مفید ہو۔ ۹ دن گذرے ہیں کہ میں نے بندگان عالی میں چند تجاویز پیش کی ہیں۔ مگر حضور والا نے اُن کی طرف کم التفات فرمایا ہے۔ حالانکہ اُن تجاویز کی قوم و ملک کی ترقی کے لئے نہایت سخت ضرورت ہے۔

اِس خط کو روانہ کرنے کے بعد مدحت پاشا تین روز تک اپنے مکان ہی میں قیام پذیر رہے۔ اِس موقع کو غنیمت سمجھ کر باب ہمایونی کے لوگوں نے مدحت پاشا سے تمام گذشتہ شکستوں کا عوض لینے کی طیاری کر ڈالی۔

چنانچہ مشورات ہونے کے بعد سلطان نے صفوت پاشا وزیر خارجہ کو مدحت پاشا کے پاس روانہ کیا کہ اُن کو بلالاؤ۔ صفوت پاشا نے جاکر مدحت پاشا سے طلبی سلطان کا حال بیان کیا۔ مگر مدحت پاشا نے کہدیا کہ میں اُسی وقت حاضر ہونگا جبکہ سلطان میری تجاویز کو منظور فرمالیں۔ پھر سلطان نے سعید پاشا (انگریزی النسل) کو مدحت پاشا کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ آپ آئیے جب آپ حسب الحکم سلطان المعظم سرائے طولہ باغچہ میں آجائینگے تو احکامات سلطانی آپ کے مطالبات کی منظوری کے صادر ہو جائیں گے پس مدحت پاشا سعید پاشا کے اقوال کو صحیح تسلیم کرکے اُن کے ہمراہ سوار ہو گئے۔ لیکن وہ کچھ دور جاکر متحیر ہوئے جب اُنہوں نے دیکھا کہ راستہ میں افواج متعین ہیں اور بالخصوص اُنکے مکان "مقام نیشان طاش" کے آس پاس فوجی اجتماع زیادہ تھا۔ اِس فوجی اجتماع کا سبب اُنہیں معلوم نہ تھا اور اس کی خبر نہ تھی کہ جہاز موسومہ "عز الدین" اُن کو سوار کرکے ملک بدر کرنے کے لئے کئی روز سے تیار کھڑا ہے۔ یہاں تک کہ سرائے طولہ باغچہ میں (جہاں سلطان عبد الحمید مقیم تھے) پہنچ گئے اور اُس کے ایک کمرہ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے کہ اب اُن کو سلطان کی باریابی کے لئے طلب کیا جائیگا کہ ناگاہ سلطان کے ایڈیکانگ آئے اور حکم سلطانی دیا کہ مدحت پاشا "عز الدین" جہاز میں سوار ہو جائیں اور

زبردستی اُن کو جہاز میں سوار کرکے ایک بند لفافہ دیا گیا کہ ۲۴ گھنٹے کے بعد اس کو کھولا جائے جب اُس لفافہ کو کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ مدحت پاشا کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ یورپ کے جس ساحل پر اُترنا چاہیں گے اُسی ساحل پر انہیں اُتار دیا جائیگا۔

چنانچہ مدحت پاشا نے اطالوی بندرگاہ "برنیڈسی" کو پسند کیا اور وہ وہیں اُتار دیئے گئے مدحت پاشا کے اخراج سے جس قدر ناگواری طبقۂ احرار میں پیدا ہوئی اُسی قدر جاہ پسند مستبدین میں مسرت و شادمانی کے آثار نمایاں ہوئے۔ باایںہمہ کہ احرار نے اس قسم کے طرزِ عمل کا سدباب کرنے کے لئے قانون اساسی کی دفعہ ۱۱۰ میں مناسب انتظام کرلیا تھا مگر مابین ہمایونی کی قانون دانی قابلِ تعریف ہے کہ باوجودیکہ اِس دفعہ کے اضافہ کے اثر کا تعلق صوبجات ٹرکی سے تھا۔ پھر بھی اُس دفعہ کے تحت میں مدحت پاشا کا اخراج عمل میں لایا گیا۔

دولتِ عثمانیہ میں مدحت پاشا کا اخراج کوئی معمولی معاملہ نہ تھا جس کو اطمینان و سکون کے ساتھ دیکھا جاتا۔ اس حادثۂ ناگہانی پر تمام طبقۂ احرار اور اُن لوگوں میں جو مدحت پاشا کی اصلاحی کوششوں کو بنظرِ پسندیدگی دیکھتے تھے بہت کچھ جوش پیدا ہوا۔ جس کے روکنے کے لئے سلطان المعظم نے پارلیمنٹ کا اجلاس جلد سے جلد منعقد کرنے کی تیاری کی تاکہ لوگوں کے قلوب میں مدحت پاشا کے اخراج کے علاوہ دستوری حکومت کو تباہ و برباد ہوجانے کا اندیشہ پیدا ہوکر اور زیادہ جوش میں اضافہ نہ ہوسکے۔ چنانچہ ۴ مارچ ۱۸۷۷ء کو عثمانی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا اور خود سلطان المعظم نے سرائے طولمہ باغچہ میں پارلیمنٹ کا افتتاح فرمایا۔ پارلیمنٹ نے کام شروع کیا مگر افسوس ہے کہ اُسکی عمر ایک سال اور چند ماہ سے زیادہ نہو سکی

مدحت پاشا برنیڈسی میں

اس دوران میں دول یورپ اپنے اُن مطالبات کی مقبولیت یا انکار کا انتظار کرتی

رہیں جو قسطنطنیہ کی کانفرنس میں اُنھوں نے پیش کی تھیں اور جن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے اور وہ امید کر رہی تھیں کہ ایسی حالت میں جبکہ دولتِ عثمانیہ میں جمہوری حکومت قائم ہو چکی ہے دولتِ عثمانیہ میں مناسب اصلاح ہو جائیگی جس کے بعد اُنھیں اصلاح دولت عثمانیہ کے حیلہ و بہانہ سے مداخلت کا موقع نہ ملیگا۔

مگر جب مدحت پاشا ٹرکی سے ...... خارج کر دیئے گئے اور زمام حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں آئی جو دول یورپ کی چالاکیوں اور دسیسہ کاریوں کا مناسب تدارک نہ کر سکتے تھے جس کے بعد دول یورپ کے مطالبات معقول طریقوں کی بجائے غیر دانشمندانہ طریق پر رد کر دیئے گئے اور بالآخر وہ جنگ روس و ٹرکی برپا ہو گئی جس کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ دولتِ عثمانیہ پر یہ مصائب نازل ہو رہے تھے جن کے حالات سُنکر مدحت پاشا برنیڈسی وغیرہ میں (جہاں کہ وہ قسطنطنیہ سے جُدا ہونے کے بعد مقیم ہوئے تھے) سخت پریشان و متفکر تھے۔ اور ساعی تھے کہ کسی طرح اِس جنگ کے شعلے پست ہو جائیں اور دولتِ عثمانیہ اپنے دشمنوں کی ہوسناکیوں سے محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ اُنھوں نے باب عالی کو خطوط لکھے جس کے جواب میں سلطان عبدالحمید کے رئیس تشریفات (چیمبرلین) نے مدحت پاشا کو لکھا کہ سلطان کو تمہاری غربت کے مصائب سے دلی ہمدردی ہے اور جب حضرت السلطان نے تمہاری تکالیف سفر کو دوسرے ذرائع سے معلوم کیا تو وہ روئے تھے۔ اور اب حضور ممدوح نے تمہارے لئے ایک ہزار پونڈ مرحمت فرمانے کا حکم صادر فرمایا ہے جس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ حضور ممدوح دریافت فرماتے ہیں کہ یہ رقم تمہارے پاس کسطرح ارسال کی جائے" مگر مدحت پاشا نے اِس رقم کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لکھدیا کہ میں دولت عثمانیہ اور اپنے وطن کی خدمت بغیر کسی معاوضہ ہی کے کر رہا ہوں۔ بعد ازاں مدحت پاشا کو سلطان نے قسطنطنیہ بلایا گو اُن کے بعض دوستوں نے اُنہیں یہی مشورہ دیا تھا کہ قسطنطنیہ کیا بلکہ ممالک عثمانیہ میں بھی نہ آئیے کیونکہ مابین ہمایونی کے خطرناک لوگوں

اور خود سلطان کے طرز عمل سے جو وسوسے قلوب میں پیدا ہو چکے تھے اُن سے اندیشہ تھا کہ کہیں مدحت پاشا اور مشکلات میں مبتلا نہ کر دئے جائیں۔ تاہم مدحت پاشا قسطنطنیہ تو نہ گئے مگر کریٹ میں آنے پر رضامند ہو گئے تا کہ سلطان کے ارشاد کی بھی تعمیل ہو جائے اور احتیاط کے طور پر قسطنطنیہ سے دوری رہے کیونکہ سلطان اور اُن کے درمیانی اشخاص کے موجودہ حالات بھی اِسی بُعد کے متقاضی تھے۔ چنانچہ سلطان نے بھی مدحت پاشا کے کریٹ میں قیام کرنے کو منظور کر لیا۔ اور اُن کے بیوی بچوں کو بھی اُنکے پاس کریٹ میں روانہ کر دیا جس وقت مدحت پاشا کریٹ پہنچے باشندگان کریٹ نے نہایت شاندار طور پر اُن کا استقبال کیا جنگی جہازوں سے توپیں سر کی گئیں۔ دو ماہ تک مدحت پاشا کریٹ میں مقیم رہے تھے کہ سلطان المعظم کا ایک حکم بذریعہ تار اُن کے نام موصول ہوا جس میں اُنہیں ملک شام کا گورنر مقرر کئے جانے کی اطلاع تھی جسے مدحت پاشا نے اطاعت کے ساتھ قبول کر لیا اور مع گھر بار کے ایک جہاز مسمیٰ "فوائد" پر سوار ہو کر بیروت پہنچے اور پھر شام کی دارالحکومت دمشق میں آ گئے۔

شام میں مدحت پاشا کی گورنری

باشندگانِ شام نے مدحت پاشا کی اُن مساعی جمیلہ کی شہرت کو جو وہ آزادی و حریت کے راستہ میں کرتے رہے تھے سنا تھا اور وہ خوش تھے کہ ہمارے صوبہ کی گورنری کے لئے ایک ایسا آزاد خیال بہترین ترک آ رہا ہے جو ملک اور قوم کی اصلاح میں انتہائی جدو جہد سے کام لیتا ہے۔ چنانچہ جب مدحت پاشا شام پہنچے تو باشندگانِ شام نے اُن کا شاندار استقبال کیا اور ایک عظیم الشان جلسہ کیا جسمیں مدحت پاشا کی تشریف آوری پر اطمینان ظاہر کیا گیا تھا۔ اور اُنکی ذات پر اعتماد کا اعلان کرتے ہوئے خواہش کی گئی تھی کہ وہ شام میں بھی اصلاحات رائج فرمائیں۔ چنانچہ مدحت پاشا نے باشندگان کی اُمیدوں

کے موافق ملک میں اُسی طریقہ پر اصلاحات شروع کیں جیسا کہ عراقِ عرب میں اس سے
قبل اپنی گورنری کے دوران میں رائج کی تھیں۔ مدحت پاشا نے شام میں صنعت و حرفت
کے مدارس قائم کئے، یتیم خانے بنائے جس میں اُنکی پرورش اور تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا
چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے زاید پولیس تعینات کی جس کی بدولت
امن و امان قائم ہوگئی اور لوگ اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ شہروں میں بڑی
بڑی سڑکیں نکالیں بازاروں کو رونق دی، ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک مناسب
راستے بنائے جس سے آنے جانے میں لوگوں کو بہت کچھ آسانیاں ہوگئیں۔ ٹریموے جاری
کی اور طرابلس الشام اور بندرگاہ تک خصوصیت کے ساتھ ٹریموے چلائی جس سے
تجارتی سہولتیں پیدا ہوگئیں۔ دمشق دارالحکومت کو رونق دینے کے لئے سڑکیں وسیع
کی گئیں، بازار عمدہ طریقہ پر قائم کئے گئے جن کی وجہ سے دمشق کی وہ عظمت پھر قائم ہوگئی
جو ازمنۂ سابقہ میں تھی۔ اہلِ دمشق مدحت پاشا کے اِس کارنامہ کو کبھی نہیں بھول سکتے کہ
باوجود باشندگان میں مختلف گروہ اور مذاہب ہونے کے محبت و الفت، اتفاق و اتحاد
ایسا پیدا ہوگیا جس کی نظیر اس سے پہلے اُنہیں نہیں مل سکتی۔ مدحت پاشا نے شام کے
مطابع، شعراء اور ادباء کو خاص آزادی و حریت دی جسکے بعد ملک میں بہت سے علمی،
ادبی، سیاسی رسائل و اخبارات شائع ہونے لگے اور بہت سی انجمنیں قائم کی گئیں۔ مدحت
پاشا کی ان خدمات سے اہلِ شام بہت کچھ خوش تھے اور جب کبھی کوئی اہم جلسہ ہوتا اور
مدحت پاشا اُس میں شرکت کرتے تو حاضرین "مدحت پاشا زندہ باد" کے مسرت آمیز نعرے
بلند کرتے۔ اِن واقعات کی اطلاع مابین ہمایونی کے اشخاص نے بُرے طریق پر حضرت
جلالۃ السلطان تک پہنچائی اور اُن دیگر تجاویز کو جو مدحت پاشا نے شام کی ترقی کے لئے
باب عالی کو روانہ کی تھیں نامنظور کرانے کی فکریں کرنے لگے اور بالآخر سلطان کی طرف
سے فیلڈ مارشل شام کو حکم بھیجا گیا کہ وہ ان حالات کی نگرانی کرے۔ جس کے بعد مدحت پاشا

نے طے کرلیا کہ میں مستعفی ہوجاؤنگا اور لکھدیا کہ میری تجاویز کو منظور فرمایا جاوے یا میرا استعفا
قبول کرلیا جاوے۔ اسی دوران میں دروز و حوزان میں تمردی و سرکشی کے آثار پیدا ہوگئے
اور بلوے ہوگئے۔ جس پر باب عالی سے حکم ہوا کہ وہاں جا کر ان تمام نزاعات کو رفع کردیں
چنانچہ مدحت پاشا نے نہایت مستعدی کے ساتھ انتظام کردیا اور دولت عثمانیہ کی وہ خدمات
انجام دیں جن کا اعتراف خود سلطان المعظم نے بھی فرمایا جب مدحت پاشا نے اِس سے
فراغت پائی تو بابعالی کو بوجہ اپنے ضعف اور بڑھاپے کے استعفا بھیجدیا مگر سلطان نے نامنظور
کردیا اور خواہش کی کہ وہ اب صوبۂ ازمیر کی گورنری قبول فرمائیں۔ یہ واقعہ ۱۸۸۰ء کا ہے

ازمیر میں مدحت پاشا کی گورنری

ٹرکی کے صوبہ ایدن کا دارالسلطنت آزمیر ہے اس صوبہ کی گورنری پر روانہ ہونے
کے احکامات مدحت پاشا کو سلطان الحمید خاں کی طرف سے موصول ہوچکے تھے۔ جن کو
اُنھوں نے باوجود اپنی ضعیفی کے محض قوم و ملک کی اعانت اور اُس سے محبت ہونے کی وجہ
سے منظور کرلیا تھا۔ مدحت پاشا کو معلوم تھا کہ "ازمیر" کی گورنری موجودہ وقت میں سخت مشکلات
میں سے ہے۔ کیونکہ دولتِ عثمانیہ کے تمام صوبجات سے زیادہ اس صوبہ ایدن کی حالت
ابتر تھی۔ وہاں ڈاکوؤں اور رہزنوں نے رعایا کو سخت پریشان کر رکھا تھا۔ لیکن چونکہ اُنھیں
اپنی قوم اور اپنے ملک سے خاص اُنس تھا اور وہ دیگر صوبجات میں بعہدہ گورنری مقرر
ہوکر مختلف طور پر ملکی اصلاحات کا خاص تجربہ حاصل کرچکے تھے۔ پس وہ اِس عہدہ کو منظور
کرکے "ازمیر" تشریف لے گئے۔ اور جس طرح اُنھوں نے صوبۂ شام کی اصلاح کی تھی اُسی
طرح صوبۂ ایدن کی اصلاح کامیابی کے ساتھ شروع کردی۔ صوبہ ایدن میں ایک
مختصر فوج تھی جو جدید طور پر آراستہ نہ تھی۔ اُنھوں نے اِس فوج کو بھی درست کیا اور
دوسری جدید فوج بھی ضرورت کے مطابق ترتیب دی جس کو اُنھوں نے یورپی طرز

پر طبار کرایا جسکی بدولت تمام ڈاکوؤں اور رہزنوں کا استیصال ہوگیا۔ اور رعایا خوش و خرم ہوگئی۔

ماہین ہمایونی کے لوگ مدحت پاشا سے کبیدہ خاطر تھے ہی اور جب وہ ہر صوبہ میں مدحت پاشا کے کارہائے نمایاں کے حالات سنتے تو اور زیادہ رنجیدہ ہوتے۔ اُنکی کوشش یہی ہوتی تھی کہ کسی طرح مدحت پاشا کو مشکلات میں پھنسایا جائے۔ ادھر سلطان عبدالحمید بھی ابوالاحرار مدحت پاشا کے وجود کو اپنی حکومت کے لئے ایک خطرہ عظیم یقین کرتے تھے پس ماہین ہمایوں کے لوگوں نے موقع پاکر سلطان عبدالحمید کو بتلایا کہ مدحت پاشا صوبہ ازمیر (اسمرنا) میں ایک جدید فوج یوروپین طرز پر مہیا کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ اس خطرہ سے کسی نہ کسی طرح مخلصی حاصل کیجائے مختلف مشورات ہونے کے بعد طے پایا کہ مرحوم سلطان عبدالعزیز کے مردہ مسئلہ کو پھر زندہ کیا جائے۔ باوجودیکہ سلطان عبدالعزیز کی وفات کا سبب تقریبًا ۱۷ ڈاکٹروں نے خودکشی بتلایا تھا۔ اور اپنی اس رائے کو بطور سارٹیفکٹ لکھ کر اپنے اپنے دستخط ثبت کر چکے تھے۔ بااینہمہ سلطان عبدالحمید اور ماہین ہمایونی کے لوگوں نے بزعم خود مشہور کر دیا کہ سلطان عبدالعزیز مرحوم قتل کئے گئے تھے اور قاتلین میں عونی پاشا (وزیر جنگ جنکو حسن چرکسی نے مدحت پاشا کے مکان پر ۱۸۷۶ء میں گولی سے ہلاک کر دیا تھا) داماد محمود پاشا اور داماد نوری پاشا کا نام لے دیا اور کہہ دیا کہ اُن کے قتل میں مدحت پاشا، رشدی پاشا (سابق وزیر اعظم) اور خیراللہ آفندی (شیخ الاسلام) بھی شریک تھے۔

جب معاملہ کی نوعیت اِس طرح مشہور کرا دی گئی اور اخبارات میں بھی سلطان مرحوم کی وفات کا قضیہ بصورت قتل شائع کرا دیا۔ تب سلطان عبدالحمید نے احکامات صادر کر دئے کہ ان لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے جو سلطان مرحوم کے قتل میں شریک تھے۔ چنانچہ رشدی داماد محمود پاشا، نوری پاشا اور خیراللہ آفندی کو گرفتار کر لیا گیا۔ رشدی پاشا کو منگیشیا میں اور خیراللہ آفندی کو مکہ معظمہ میں اور دوسرے احرار کو دوسرے مقامات میں خارج البلد کرنے

کے احکامات صادر ہوگئے۔ اور یہ لوگ اپنی زندگی کے آخری ایام گزارنے کے لئے مذکورہ مقامات پر بھیجدیئے گئے اس کے بعد قسطنطنیہ میں سلطان کے پاس صرف خوشامدی اشخاص یا وہ لوگ جو احرار سے بوجوہ ناراض تھے یا کچھ وہ لوگ تھے جو پہلے آزاد خیال تھے اور پھر انہوں نے طمع دنیا سے اپنے خیالات میں تبدیلی کرلی تھی باقی رہ گئے۔

مدحت پاشا کی گرفتاری

مدحت پاشا ان ایام میں ازمیر کی گورنری پر مامور تھے انکو قسطنطنیہ کی یہ وحشتناک خبریں دریافت ہوئیں اور معلوم ہوا کہ وہ سلطان عبدالعزیز کے قتل میں متہم کیے گئے ہیں اور اُن کی زندگی خطرہ میں ہے۔

مدحت پاشا نے اپنے اُن دوستوں سے جنہوں نے اُنکو یہ خبریں دی تھیں یہی کہا کہ قسطنطنیہ کے اِن واقعات سے میرے دل میں کوئی پریشانی و توحش پیدا نہیں ہوا ہے کیونکہ میں اپنی ذات کو اس معاملہ میں بالکل بے گناہ یقین کرتا ہوں۔ اور یقیناً عدالتی فیصلہ مجھے بری کردیگا۔ اُدھر سلطان نے یہ تجویز کی کہ پوشیدہ طور پر مدحت کو گرفتار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ حلمی پاشا اور رضا بک کو مع دیگر فوجی افسران و افواج کے اِس مہم کے لئے روانہ کردیا جو جلد سے جلد ازمیر (جہاں مدحت پاشا گورنر تھے) پہنچ گئے مگر لوگوں کو اُن کے آنے کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ اِس فوج کے آنے کی اطلاع جب مدحت پاشا کو ہوئی تو اُنہوں نے اُسکے آنے کی غرض معلوم کرنے کے لئے جدوجہد کی اور معلوم کرلیا کہ وہ قصر یلدیز کے احکامات بابت گرفتاری مدحت پاشا کے لئے آئی ہے مدحت پاشا نے جو فوج ازمیر کے حالات کو درست کرنے کے لئے طیار کی تھی اُس کے ایک افسر نے سوداگر کے لباس میں جاکر مذکورہ بالا بات کی خاص طور پر حلمی پاشا سے توثیق کرلی اور معلوم کرلیا کہ حلمی پاشا قسطنطنیہ کے دوسرے آنے والے احکامات کے منتظر ہیں جب وہ موصول

ہو جائیں گے تو اپنی جدید کارروائی شروع کریں گے۔ پس مدحت پاشا نے خاص احتیاط شروع کردی اور اپنے محل میں ایک پوشیدہ دروازہ کھول دیا تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے سمندر کے کنارہ پر پہنچ سکیں اور ایک انگریزی کشتی مہیا کرلی کہ بوقت ضرورت اُنکی خواہش کے مطابق ازمیر سے کسی دوسری جگہ پہنچا دے۔ مدحت پاشا اس نازک موقع پر اپنے بچاؤ کے لئے اپنی ترتیب دی ہوئی فوج سے کام لے سکتے تھے لیکن یہ اُنکی قومی و ملکی محبت تھی کہ اُنھوں نے اپنے طرز عمل سے خانہ جنگی کے بُرے فعل کو ناپسند کیا اور صرف معمولی ضروری احتیاط پر اکتفا کیا۔

ایک دن شام کو مدحت پاشا کے مخبر نے اطلاع دی کہ حلمی پاشا کو فوری طور پر تار گھر میں بلایا گیا ہے تاکہ وہ قسطنطنیہ سے آئے ہوئے احکامات کو حاصل کرلیں۔ احکامات کی نوعیت یہ تھی کہ مدحت پاشا کو قتل کردیا جائے اور اُنکے بال بچوں کو ذبح کر ڈالا جائے لیکن اس کارروائی پر عمل ہونا اسی وقت ممکن تھا کہ مدحت پاشا کے گھر والوں یا ملازمین میں سے فوجی لوگوں پر احکامات کی تعمیل کرتے وقت کوئی حملہ کردے تو فوجی لوگ تمام گھر والوں کو قتل کردیں حلمی پاشا نے مدحت پاشا کے ملازمین میں سے ایک شخص تلاش کیا چنانچہ اُن کے ملازم نذیر نے اس پر آمادگی ظاہر کی اور طے ہوگیا کہ جس وقت فوجی لوگ داخل ہونگے نذیر اُن پر ریوالور کا فیر کردیگا جو فوجی لوگوں کے لئے قتل عام کرنے کی معقول وجہ ہو جائیگا۔

جب مدحت پاشا کو ان خطرات کا علم ہوا تو اُنھوں نے اپنی بیگم کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ اور بتلایا کہ میں اس پوشیدہ دروازہ سے چلا جاؤنگا اور جب فوجی لوگ تمھارے مکان میں داخل ہوں تو تم کو چاہئے کہ کسی قسم کی زیادتی نہو چنانچہ نصف رات کو یکایک توپوں کے تین فیر ہوئے جو عموماً شہر میں آتشزدگی کے وقت کئے جاتے ہیں لیکن یہ فیر اس لئے کئے گئے کہ لوگوں کے خیالات آتشزدگی کے تصور میں رہیں اور فوج اپنا کام (مدحت پاشا کی گرفتاری

وغیرہ عمل میں لائے۔ مدحت پاشا نے اس سے حلمی پاشا کی کارروائی کے آغاز کا اندازہ کرلیا اور وہ مع اپنے سکرٹری کے پوشیدہ دروازے سے نکل گئے اور گھوڑے پر سوار ہوکر انگریزی سفارتخانہ کی طرف چلے حلمی پاشا کی فوج سامنے سے نظر آرہی تھی یہاں تک کہ وہ انگریزی سفارتخانہ میں پہنچ گئے مگر سفیر انگلستان وہاں موجود نہ تھے۔ پھر وہ فرانسیسی سفارتخانہ میں پہنچے اور سفیر موصوف کو تمام واقعات بتلائے اور خواہش کی کہ آپ کو اس معاملہ میں میری مدد کرنی چاہیئے۔ اُدھر حلمی پاشا مع افواج کے مدحت پاشا کے مکان پر شہر کی آتشزدگی کا حال معلوم کرنے کے بہانہ سے آئے۔ مدحت پاشا کے ملازمین نے کہا کہ پاشائے موصوف مکان پر موجود نہیں ہیں جسکو انہوں نے باور نہیں کیا اور فوراً حکم دیا کہ دروازہ توڑ کر مکان کے اندر داخل ہو جاؤ چنانچہ وہ مع فوجی افسران کے داخل ہوگئے۔ اُسی وقت حسب قرارداد نذیر نے ریوالور چلانا چاہا کہ یکایک مدحت پاشا کے دوسرے ملازم نے اُسکے ہاتھ سے ریوالور چھین لیا جس سے حلمی پاشا کی یہ تدبیر بیکار ہوگئی۔

حلمی پاشا نے محل کا کونہ کونہ دیکھ ڈالا یہاں تک کہ مدحت پاشا کے کمسن بچے کے پلنگ کو بھی دیکھا مگر مدحت پاشا کو نہ پاسکے۔ حلمی پاشا کی اس آخری بیجا کارروائی پر بیگم مدحت پاشا سخت ناراض ہوئیں اور کہا کہ تم مع اپنے ساتھیوں کے مکان سے نکلجاؤ ورنہ مجھے مناسب کارروائی کرنا پڑیگی۔ چونکہ حلمی پاشا اپنے مقصد کو لوگوں سے بالکل پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے اس لئے اُنہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ یہاں سے چلے جائیں چنانچہ چند فوجی لوگوں کو محل میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اِس کے بعد اُنہیں معلوم ہوا کہ مدحت پاشا فرانسیسی سفارتخانہ میں ہیں پس وہ اُس طرف متوجہ ہوئے اور سفارتخانہ کے ہر چہار طرف فوج متعین کردی تاکہ مدحت پاشا یہاں سے نکل نہ سکیں فرانسیسی سفیر نے یہ حالت دیکھ کر تمام سفراء دول کو جمع کیا اور مدحت پاشا کی خواہش بیان کی کہ وہ سفراء دول یورپ کی معرفت بابعالی سے یہ طے کرالینا چاہتے ہیں کہ اُن کا مقدمہ کھلی عدالت میں کیا جائے چنانچہ

بندریعۂ تار سفرا دول نے باب عالی سے اس امر کا عہد لے لیا۔ تب مدحت پاشا نے اپنے کو حلمی پاشا کے حوالہ کر دیا۔ اور جہاز میں سوار ہو کر قسطنطنیہ چلے گئے۔

مدحت پاشا کے مقدمہ کی سماعت

اسمرنا سے مدحت پاشا خاص سلطانی جہاز میں سوار کرا کر قسطنطنیہ لائے گئے تھے اور انکو محل یالطہ (قصر یلدیز کا ایک حصّہ) میں ٹھہرایا گیا۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد ایک عدالت مدحت پاشا وغیرہ کے مقدمہ کی سماعت کے لئے قائم کی گئی۔ جو پانچ اشخاص پر مشتمل تھی جس میں تین مسلمان اور دو مسیحی تھے۔ اس عدالت کا اجلاس قصر یلدیز میں شروع ہوا۔ سلطان عبد الحمید پردہ کے اندر تشریف فرما تھے اور سفراء دول کو عدالت کی کارروائی دیکھنے کی اجازت تھی جو تمام اجلاسوں میں شریک ہوئے۔ بعض فرانسیسی اخبارات کے نامہ نگاروں کو صرف اُن اجلاسوں میں شرکت کی اجازت دی گئی تھی جن کی کارروائی راز میں رکھنی پیش نظر نہ تھی۔ اِس عدالت کے صدر سروری آفندی (جو ایک بڑے عالم تھے) مقرر کئے گئے تھے۔ افتتاح اجلاس کے وقت ملزمین مدحت پاشا، داماد محمود پاشا، داماد نوری پاشا، علی بک نجیب بک اور فخری بک اور بعض خدام پیش ہوئے۔ عدالت نے استغاثہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ "سلطان عبد العزیز کے معزول ہونے کے بعد داماد نوری پاشا اور داماد محمود پاشا نے دو پہلوانوں اور ایک محافظ سرائے بشکطاش (جہاں سلطان عبد العزیز مقیم تھے) کو آمادہ کیا کہ وہ سلطان مرحوم کو قتل کر ڈالیں اور اُن سے وعدہ کیا کہ تم کو فرداً فرداً تین تین پونڈ عثمانی ماہانہ بطور حق الخدمت ہمیشہ دیا جائیگا۔ چنانچہ اِن لوگوں نے فخری بک (حاجب سلطان) کی مدد سے سلطان عبد العزیز کو قتل کر ڈالا اور علی بک و نجیب بک نے اِن قاتلوں کو سلطان عبد العزیز کے کمرہ تک پہنچایا۔ اِسی دن قسطنطنیہ میں ایک جلسہ تھا جس کو مدحت پاشا، رشدی پاشا، عونی پاشا، خیر اللہ آفندی

شیخ الاسلام، داماد محمود پاشا اور داماد نوری پاشا نے ترتیب دیا تھا اس قسم کے جسقدر احکامات صادر ہوئے وہ اسی جلسہ کے نتائج تھے اور انہیں اشخاص کی تصدیق کردینے کے بعد سلطان مرحوم کا قتل عمل میں آیا۔ پس یہ لوگ قتل سلطان کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس فرد قرار داد جرم کے سُنانے کے بعد فاضل ججوں نے ملزمین کا بیان لیا اور مختلف سوالات کئے ملزمین اپنی طرف سے الزامات کی تردید کرتے رہے اور اپنی بے گناہی کے کافی ثبوت بہم پہنچائے۔ اس عدالت کے اجلاس ۲۳۔ جون سے ۲۹۔ جون تک برابر ہوتے رہے اور بالآخر عدالت نے ان تمام ملزمین کے لئے پھانسی کا حکم دیدیا۔

اس عدالت کی کارروائی روزانہ بذریعہ تار یورپ کے اخبارات کو روانہ کیجاتی تھی اور شائع ہوتی تھی لیکن نامہ نگاران کارروائیوں کو اُسی وقت روانہ کر سکتے تھے جبکہ وہ محکمۂ احتساب (سنسر) قسطنطنیہ میں منظور کرالیں۔ چنانچہ ٹائمس کے نامہ نگار نے اپنی ایک چٹھی میں (جو ٹائمس مورخہ یکم جنوری ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی تھی) اس کی شکایت کی تھی اور لکھا تھا کہ میں ان جلاسوں کی پوری کیفیت صحیح طور پر سنسر کی وجہ سے نہ لکھ سکا تھا۔ شہادتیں سب کی سب مابین ہمایونی کے اشخاص پر یا ایسے لوگوں پر مشتمل تھی جو اُن کے اثر میں تھے اور وہ محض سماعی شہادت دیتے تھے۔ ایک گواہ رفعت آفندی پیش ہوا جس نے کہا کہ میں نے دمشق میں سُنا تھا کہ مدحت پاشا کہتے تھے کہ سلطان عبدالعزیز کو اس لئے قتل کیا گیا کہ وہ پھر برسر حکومت ہو کر وزراء کو سخت سزائیں نہ دیں۔ نامہ نگار مذکور نے یہ بھی لکھا تھا کہ ملزمین کو وکلاء و بیرسٹروں سے مشورہ لینے کا موقع نہیں دیا گیا۔ صرف مدحت پاشا کو اپنے بیرسٹر سے صرف دو مرتبہ ملاقات کا موقع ملا تھا۔ ان کارروائیوں کے بعد دول یورپ نے ان سخت سزاؤں کو دیکھتے ہوئے مداخلت کی اور پھر ان ملزمین کی سزائے موت جلاوطن کئے جانے سے بدل دی گئی۔

مدحت پاشا بحالت جلاوطنی طائف میں

جب ان ملزمین کی سزائے موت جلاوطنی سے بدل گئی تب مدحت پاشا کو طائف

(مکہ معظمہ کے قریب) خارج البلد کر دیا گیا۔ اِن کے ساتھ داماد محمود پاشا اور داماد نوری پاشا بھی تھے۔ جب یہ لوگ جہاز سے جدہ اُترے تو اپنے دوست خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام سے ملاقی ہوئے اُنکو بھی اسی اتہام کے سلسلہ میں مکہ میں جلاوطن کیا گیا تھا۔

مدحت پاشا کی بیگم اور اُنکے بچے اسمرنا ہی میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ پردۂ غیب سے کیا کیا ظہور میں آتا ہے۔ مدحت پاشا کو اسمرنا چھوڑے ہوئے تین سال گذر چکے تھے اور اُنکی بیگم سخت بیچین تھیں کہ تین سال کے بعد مدحت پاشا کا ایک خط اُنکے ایک آدمی کی معرفت جو طائف سے آیا تھا ملا جس میں تحریر تھا کہ "میرے شانہ میں ایک بڑا زخم ہو گیا ہے جو بڑھتے بڑھتے "آتش" (وہ زخم جو پتھر جیسا سخت اور سوزش میں آگ جیسا ہوتا ہے) ہو گیا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی اچھا طبیب نہیں اس لئے سخت کلفت ہے گو میرے رفقا، ہر طرح آرام و راحت پہنچاتے ہیں مگر شفایابی سے مایوسی ہے۔ اُنھوں نے اپنے خط میں اپنی غذا کا بھی ذکر کیا تھا اور بتلایا تھا کہ "ہم آٹھ اشخاص کو کچھ شوربا اور تھوڑی سی روٹی دیجاتی ہے"۔ دوسرے خط میں اُنھوں نے تحریر کیا تھا کہ میرا زخم گو اچھا ہو رہا ہے مگر ضعف بہت زیادہ ہو گیا ہے تیسرے خط میں اُنھوں نے اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ "مابین ہمایونی کے لوگ مجھے زہر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور چند لوگ ہیں جو اپنی شرارتوں سے سخت پریشان کرتے ہیں اور اُن کا ارادہ ہے کہ کسی طرح مجھے قتل کر دیا جائے" اِن اشخاص میں خصوصیت کے ساتھ بکیر چرکسی (جو حسن چرکسی کا دوست تھا) کا ذکر کیا تھا۔ یہ اُن کا آخری خط تھا جو ۲۴ ستمبر ۱۸۸۱ء کا تحریر شدہ تھا۔ اس خط کو اُن کی بیگم نے سفیر انگلستان کے سامنے پیش کیا جنھوں نے وعدہ کیا کہ وہ اُنکے شوہر کے معاملہ میں اپنی کوششوں کو صرف کریں گے چنانچہ لارڈ ڈفرن سفیر انگلستان نے سفیر فرانس متعینہ جدہ کی معرفت مدحت پاشا کی خیریت دریافت کرائی معلوم ہوا کہ اُنکی صحت اچھی ہے۔ اسی دوران میں داماد نوری پاشا مجنون ہو کر انتقال کر چکے تھے۔

مدحت پاشا کا قتل

۲۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو مدحت پاشا اپنے کمرہ میں سو رہے تھے کہ ناگاہ چند اشخاص اُن کے کمرہ میں گھس آئے اور اُنھوں نے مدحت پاشا اور داناد محمود پاشا کو سوتے میں دبا لیا اور دونوں کا گلا گھونٹ دیا جس سے اُن کا رشتہ حیات ٹوٹ گیا اور ہمیشہ کے لئے ابو الاحرار مدحت پاشا اپنی قوم اور اپنی پارٹی کے لوگوں سے جُدا ہو گئے۔

مدحت پاشا کی اس دردناک وفات کے تفصیلی حالات خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام نے اپنے خط میں تحریر فرمائے ہیں جس کو مدحت پاشا کے بیٹے علی حیدر نے اپنی ترتیب دادہ تاریخ مدحت پاشا میں شائع کیا ہے۔ جس میں قاتلین کے نام بھی ظاہر کئے ہیں مدحت پاشا کے قتل میں نو آدمی شریک تھے اور محمود پاشا کے قاتلین گیارہ تھے۔ اور ان میں اکثر لوگ جرکسی اور ادنیٰ فوجی لوگ تھے۔

آہ مدحت!

مدحت پاشا نے ۱۸۲۲ء میں دنیا میں قدم رکھا تھا اور ۱۸۸۳ء میں اس جہانِ فانی سے ایک دردناک طریقہ کے ساتھ رحلت فرمائی۔

مدحت پاشا ایک با اخلاق، متواضع، قومی و ملکی فوائد پر اپنے ذاتی فوائد کو قربان کر دینے والے آزاد خیال بزرگ تھے اُن کی رائیں قوم و ملک کے لئے نہایت مفید اور اُن کے جذباتِ حُبِّ وطن میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ استبداد کو ناپسند کرتے تھے اور اُن کے افعال و اقوال میں صداقت و سچائی ہویدا ہوتی تھی۔ اور وہ ملکی اصلاح کی طرف خاص رغبت رکھنے والے ملک کے حقیقی رہنما تھے۔ اپنی قوم اور ملک کے استبداد پسند طبقہ سے وہ خاص نفرت اپنے قلب میں رکھتے تھے۔ اور اُن سے مقابلہ کرنے میں نہایت

جرأت و آزادی سے کام لیتے تھے۔ جس کا نتیجہ بالآخر اُن کا دردناک طریقہ پر قتل ہو جانا
دوستوں کے ساتھ اُن کا اخلاق نہایت وسیع تھا۔ وہ اپنے مخالفین یعنی استبداد پسند
لوگوں سے بھی خلق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ اُن کی طرف حسن ظن رکھتے تھے۔ تاکہ
وہ بھی قوم و ملک کے مفید امور کو پسند کرنے لگیں۔ اُن کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ وہ اپنے
رازوں کو بھی پوشیدہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ رازدارانہ طرزِ عمل کو پسند نہ کرتے تھے
غرضکہ جو بنیاد اُنھوں نے حکومت دستوری کی رکھی تھی اور جس کی جد و جہد میں وہ شہید ہوئے
بالآخر اُنکے بعد گروہ احرار کامیاب ہوا۔ اور صحیح طور پر اُن کی قدر کی گئی۔ صفحہ تاریخ پر
اُن کا تذکرہ روشن حروف میں جب تک دنیا قائم ہے لکھا رہیگا۔

تمام شد

مدحت پاشا کا قتل

۲۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو مدحت پاشا اپنے کمرہ میں سو رہے تھے کہ ناگاہ چند اشخاص اُنکی کمرہ میں گھس آئے اور اُنھوں نے مدحت پاشا اور داماد محمود پاشا کو سوتے میں دبا لیا اور دونوں کا گلا گھونٹ دیا جس سے اُن کا رشتہ حیات ٹوٹ گیا اور ہمیشہ کے لئے ابوالاحرار مدحت پاشا اپنی قوم اور اپنی پارٹی کے لوگوں سے جُدا ہو گئے۔

مدحت پاشا کی اس دردناک وفات کے تفصیلی حالات خیر اللہ آفندی شیخ الاسلام نے اپنے خط میں تحریر فرمائے ہیں جس کو مدحت پاشا کے بیٹے علی حیدر نے اپنی ترتیب دادہ تاریخ مدحت پاشا میں شائع کیا ہے۔ جس میں قاتلین کے نام بھی ظاہر کئے ہیں مدحت پاشا کی قتل میں نو آدمی شریک تھے اور محمود پاشا کے قاتلین گیارہ تھے۔ اور ان میں اکثر لوگ چرکسی اور ادنیٰ فوجی لوگ تھے۔

آہ مدحت!

مدحت پاشا نے ۱۸۲۲ء میں دنیا میں قدم رکھا تھا اور ۱۸۸۳ء میں اس جہانِ فانی سے ایک دردناک طریقہ کے ساتھ رحلت فرمائی۔

مدحت پاشا ایک با اخلاق، متواضع، قومی و ملکی فوائد پر اپنے ذاتی فوائد کو قربان کر دینے والے آزاد خیال بزرگ تھے اُن کی رائیں قوم و ملک کے لئے نہایت مفید اور اُن کے جذباتِ حُبِّ وطن میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ استبداد کو ناپسند کرتے تھے اور اُن کے افعال و اقوال میں صداقت و سچائی ہویدا ہوتی تھی۔ اور وہ ملکی اصلاح کی طرف خاص رغبت رکھنے والے ملک کے حقیقی رہنما تھے۔ اپنی قوم اور ملک کے استبداد پسند طبقہ سے وہ خاص نفرت اپنے قلب میں رکھتے تھے۔ اور اُن سے مقابلہ کرنے میں نہایت

جرأت و آزادی سے کام لیتے تھے۔ جس کا نتیجہ بالآخر اُن کا دردناک طریقہ پر قتل ہوتا ہوا دوستوں کے ساتھ اُن کا اخلاق نہایت وسیع تھا۔ وہ اپنے مخالفین یعنی استبدادپسند لوگوں سے بھی خلق کے ساتھ پیش آتے تھے اور اُن کی طرف حسنِ ظن رکھتے تھے۔ تاکہ وہ بھی قوم و ملک کے مفید امور کو پسند کرنے لگیں۔ اُن کا ظاہر و باطن ایک تھا وہ اپنے رازوں کو بھی پوشیدہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ رازدارانہ طرزِ عمل کو پسند نہ کرتے تھے غرضکہ جو بنیاد انہوں نے حکومت دستوری کی رکھی تھی اور جس کی جدوجہد میں وہ شہید ہوئے بالآخر اُنکے بعد گروہ احرار کامیاب ہوا۔ اور صحیح طور پر اُن کی قدر کی گئی۔ صفحہ تاریخ پر اُن کا تذکرہ روشن حروف میں جب تک دنیا قائم ہے لکھا رہیگا۔

تمام شد